801

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات،جنگلی حیات اور ماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر18بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013پر فوری غوروخوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997کے قاعدہ234کے تحت قاعدہ95(3)کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی2013(مسودہ قانون نمبر17بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013منظور کیا جائے۔

803

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

بدھ، 11-دسمبر 2013

(یوم الاربعاء، 7-صفر المظفر 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِO

إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖ ﴿١٣﴾

وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖ ﴿١٤﴾ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمۡ

عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ

مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ

وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورة الانفطار13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں(14)(یعنی) جزاء کے دن اُس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے(18)جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا(19)

وما علینا الاالبلاغO

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دُوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
جِدھر دیکھی اُسی ماہِ مبین کی چاندنی دیکھی
برستا نُور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مُصطفٰے ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درُود اُن پر سلام اُن پر سلام اُن پر درُود اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کی اور ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہوں گی۔ وہ مسئلہ ممبران کی accommodation کا ہے۔ 371 ممبران کے لئے ایم پی ایز ہاسٹل میں ہر ایم پی اے کو کمرہ میسر نہیں ہے اور جو accommodation ہمیں اسمبلی کی طرف سے مختلف ہوٹلوں میں یا گیسٹ ہاؤسز میں provide کی جاتی ہے think اوہ میں یہاں mention ہی نہ کروں تو بہتر ہے کہ وہ جس قسم کی accommodation ہوتی ہے جو رہائش کے قابل ہی نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ 2002 کی اسمبلی میں شاید 2003 یا 2004 میں ایک نئے ایم پی اے ہاسٹل کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ آج اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی وہ مکمل نہیں ہوا۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے علم ہے۔ Act کے مطابق 1500 روپے ممبران کو ملتے ہیں۔ بہر حال مجھے اندازہ ہے اور سپیکر صاحب بھی اس معاملہ کو دیکھ رہے ہیں وہ جونہی آتے ہیں تو ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے، رانا ثناء اللہ خان بھی اس کے ممبر ہیں، انشاء اللہ اس معاملہ کو solve کرتے ہیں۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نادیہ عزیز واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 514 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے جنوبی اضلاع میں تلور کے شکار کی تفصیلات

*514: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے جنوبی اضلاع میں ہر سال تلور کے شکار کے لئے خصوصی پرمٹ دیئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ برادر اسلامی ممالک کے شکاریوں کو بھی اس ضمن میں خصوصی اجازت نامے دیئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا ایسے پرمٹوں کے اجراء کے لئے حکومت غیر ملکی افراد سے کوئی خصوصی فیس وصول کرتی ہے یا خیر سگالی کے اظہار کے لئے یہ پرمٹ بغیر کس فیس کے دیئے جاتے ہیں؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت فیس کی مد میں کتنی رقم وصول کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بعض برادر اسلامی ممالک کے شکاریوں کو خصوصی اجازت نامہ دفتر خارجہ کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) ایسے اجازت ناموں کے اجراء پر مروجہ قانون کے مطابق فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) منظور شدہ شیڈول کے مطابق شرح فیس حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم فیس	فیس شیڈول
1۔	قبضہ فالکن	2500/- روپے فی فالکن
2۔	امپورٹ فالکن	20000/- روپے فی فالکن
3۔	امپورٹ فالکن	20000/- روپے فی فالکن
4۔	سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو	2000/- روپے فی دن فی فالکن

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! آپ جائیں اور ڈاکٹر صاحبہ کو منا کر لائیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جز(الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ 2013 میں اب تک کتنے پرمٹ شکار کے لئے جاری کئے گئے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال جز(ب) کے مطابق 2013 میں اب تک کتنے افراد کن کن ممالک سے شکار کے لئے آئے اور ان سے مروجہ قانون کے مطابق کتنی فیس وصول کی گئی اور تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنے تلوروں کا شکار کیا گیا اور پنجاب کے جنوبی اضلاع میں پرندوں کی افزائش نسل کے لئے حکومت کون کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ پرمٹ وزارت خارجہ دیتی ہے۔ انہوں نے جن ممالک کا پوچھا ہے تو ان میں سعودی عرب، قطر اور متحدہ عرب عمارات کے سربراہان کو یہ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فیس کی تفصیل جز(د) میں دے دی گئی ہے۔ ان مہمانوں کو دس دن کا وقت دیا جاتا ہے ان میں یہ ایک سو پرندے شکار کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔ میں اپنا سوال repeat کر دیتا ہوں۔ جز(الف) کے حوالے سے میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ 2013 میں اب تک کتنے پرمٹ شکار کے لئے جاری کئے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ وزارت خارجہ پرمٹ جاری کرتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ بات ریکارڈ پر ہے اور کیا ہم اس کو مان لیں کہ وزارت خارجہ ہی پرمٹ جاری کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جی، ہاں غیر ملکیوں کو وزارت خارجہ ہی پرمٹ جاری کرتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا وہ letter اسمبلی میں produce کیا جا سکتا ہے کہ ان کو وزارت خارجہ نے پرمٹ جاری کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کیا جا سکتا ہے۔ منسٹر صاحب! 2013 میں کتنے پرمٹ جاری ہوئے اس کی تفصیل انہیں دے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میاں صاحب کو تفصیل دے دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میں نے ان سے یہ بھی پوچھا تھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنے تلوروں کا شکار کیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جتنے پرندے شکار ہوئے ان کی تعداد کی تفصیل بھی انہیں فراہم کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!منسٹر صاحب آپ کو اس کی بھی تفصیل دے دیں گے۔

چودھری خالد محمود ججہ:جناب سپیکر!میں محترم وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مقامی لوگوں کو بھی تلور کے شکار کا پرمٹ دیا جا سکتا ہے؟ جواب میں انہوں نے فالکن کے بارے میں بتایا ہوا ہے کہ اتنی فیس لی جاتی ہے اور جیسا کہ انہوں نے پہلے کہا ہے کہ دس دن کے لئے ان مہمانوں کو اجازت دی جاتی ہے یا سو پرندہ تلور یہ شکار کر سکتے ہیں۔ وہ مہمان پندرہ پندرہ، بیس بیس دن وہاں رہتے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق وہ سو ڈیڑھ سو پرندہ ایک دن میں فالکن کے ساتھ شکار کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا مقامی لوگوں کا بھی حق ہے کہ ان کو بھی شکار کا پرمٹ دے دیا جائے یا یہ صرف اسلامی ممالک کے معزز سربراہان کا ہی حق بنتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!مقامی لوگوں کو اجازت نہیں ہے بلکہ ہمارے جو مہمان سربراہِ مملکت ہیں اُن کو اجازت ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ججہ صاحب!آپ شکار نہیں کر سکتے۔ یہ last ضمنی سوال ہے۔ جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان:بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!اس سوال کے جز(د) میں جواب دیا گیا ہے کہ منظور شدہ شیڈول کے مطابق فیس حسب ذیل ہے۔ قبضہ فالکن 2500 روپے، امپورٹ فالکن 20 ہزار، ایکسپورٹ فالکن 20 ہزار اور سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو 2 ہزار روپے ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جنوبی پنجاب میں جو بھی شکار ہوتا ہے جس میں ہمارے بہت سارے ممالک سے سربراہانِ مملکت تشریف لاتے ہیں تو کیا یہ اتنی تھوڑی سی فیس سے

مطمئن ہیں؟آپ بھی اس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں جہاں فالکن یا کوئی دوسرے پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے۔ اگر پرائیویٹ آدمی کی طرف سے کسی بھی پرندے کا شکار کر کے جو میرے بھی علم میں ہے کہ سربراہِ مملکت کو تحفے میں دیا جاتا ہے تو ایک غیر سرکاری آدمی لاکھوں روپے وصول کرتا ہے تو کیا ہماری اتنی مہربانی ہے کہ 20ہزار روپے، 2500اور پرمٹ صرف 2ہزار روپے میں دیا جاتا ہے؟ میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس حوالے سے ذرا تفصیل بتائیں کہ کیا ان کا اس فیس کو review کرنے کا ارادہ ہے تاکہ حکومتِ پاکستان کے خزانے میں زیادہ پیسا جمع ہو اور ہمارے پرندے بھی بچ جائیں، میرے مطابق یہ فیس نہ ہونے کے برابر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! وہ اپنے ذاتی فالکن ساتھ لے کر آتے ہیں جس کی فیس اس جواب میں بتائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو permit issue ہوتا ہے اس کی فیس جو 2007 میں مقرر ہوئی تھی وہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو فالکن وہ اپنے ساتھ لاتے ہیں وہ ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جو فالکن وہ اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں پھر ساتھ لے کر جاتے ہیں یہ اُن کی فیس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ جز (د) میں دیکھیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو 2ہزار روپے فی دن فی فالکن لیتے ہیں۔ ایک دن میں فالکن کتنے شکار کرتا ہے؟ اگر آپ figure note کریں تو ایک فالکن پندرہ سے لے کر پچاس تک شکار کرتا ہے جس کی فیس آپ نے صرف 2ہزار روپے رکھی ہوئی ہے۔ میں نے محترم وزیر صاحب سے یہ سوال کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی فیس بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ آنے والے وقت میں ہم یہ فیس بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد خان بلوچ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تین ضمنی سوال کا کہا تھا اور بہت سارے ممبران نے شکایت کی ہے کہ ہمارے سوال رہ جاتے ہیں لہذا تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے۔ جناب احمد خان صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 762 ہے، اجواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لودھراں: ذخیرہ میراں پور کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*762: جناب احمد خان بلوچ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ذخیرہ میراں پور تحصیل و ضلع لودھراں کا کل رقبہ کتنا تھا اور اب بقایا کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ جنگل میں سے کتنے ایکڑ رقبہ الاٹ کیا گیا ہے؟

(ج) جو رقبہ الاٹ کیا گیا ہے وہ کس رولز اور پالیسی کے تحت کیا گیا ہے؟

(د) کیا جنگلات کا رقبہ کسی سکیم کے تحت الاٹ کیا جا سکتا ہے؟

(ہ) جو رقبہ بقایا ہے اس پر کتنے ناجائز قابضین کتنے رقبہ پر کاشت کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہو رہی ہے، کب تک خالی کرایا جائے گا؟

(و) ذخیرہ کے لئے 13-2012 میں کتنا بجٹ رکھا گیا؟ اس میں کتنی رقم نئے درختوں کے لگانے پر خرچ کی گئی ہے اور پرائیویٹ لوگوں کو درختوں کی پنیری فی پودا کس ریٹ پر دی جاتی ہے اور اس کی کل آمدن 13-2012 بتائی جائے؟

(ز) 13-2012 میں سالانہ کتنے درخت ذخیرہ میں لگائے گئے؟

(ح) مذکورہ سال میں کتنے درخت چوری ہوئے اور چوروں کے خلاف کیا کارروائی ہوئی اور ان کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) میراں پور ذخیرہ reserve forest ہے اس کا شروع میں کل رقبہ 3143.00 ایکڑ تھا۔ جس میں سے 1300.00 ایکڑ رقبہ GHQ Gallantry Awardees کو allot کر دیا گیا اور اب محکمہ جنگلات کے پاس صرف 1843.00 ایکڑ رقبہ بقایا موجود ہے۔

(ب) مذکورہ جنگل میں سے 1300.00ایکڑ رقبہGHQ Gallantry Awardees کو allot کیا گیا ہے۔

(ج) یہ رقبہ ڈپٹی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے بحوالہ اپنے مراسلہ نمبر 1873-CVI/2086-81مورخہ 1981-07-05کے تحت1300ایکڑ رقبہGHQ Gallantry Awardees کوالاٹ کیا۔

(د) محکمہ جنگلات ذخیرہ میراں پور جو کہ ایک reserve forest کس دوسرے مقصد کے لئے اس میں سے رقبہ ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔

(ہ) ذخیرہ میراں پور میں کوئی بھی ناجائز قابضین کاشت نہ کر رہے ہیں۔

(و) ذخیرہ میراں پور میں سال13-2012کے لئے نئے پودہ جات لگانے کے لئے 2,551,000/-روپے کا بجٹ رکھا گیا۔ ذخیرہ میں تین روپے فی پودہ کے حساب سے پنیری فروخت کی جاتی ہے اور سال13-2012میں ذخیرہ میراں پور میں کوئی پودہ فروخت نہ ہوا ہے۔

(ز) ذخیرہ میراں پور میں سال 13-2012میں 150ایکڑ رقبہ پر 108900پودہ جات لگائے گئے۔

(ح) سال13-2012میں ذخیرہ میراں پور میں درخت چوروں کے خلاف جو کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	درخت چوری شدہ	سی سی	پی سی	پرچہ پولیس	مالیت
2012-13	742	18	51	02	1643660روپے

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہماری محترمہ ممبر ناراض ہو کر گئی تھیں لہذا ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ کو ہی بھیج دیا جائے کیونکہ وہ ان کی colleague ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے بھیجا ہوا ہے۔ وہ آ جاتی ہیں تو ان کا جواب آ جاتا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز(ج)اور(د)آپ بھی پڑھ لیں۔ میں اس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی3100ایکڑ کا جنگل تھا جس میں سے1300ایکڑ بانٹ دیا گیا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ55مربع زمین بنتی ہے جس کے متعلق میں نے پوچھا ہے کہ کس قانون اور rule کے تحت

تقسیم کیا گیا ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا جنگلات کا رقبہ تقسیم ہو سکتا ہے ان دونوں سوالوں کے جواب بھی بے شک آپ پڑھ لیں؟ جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ رقبہ تقسیم بھی نہیں ہو سکتا جو reserve for forest ہے لیکن یہ صرف ایک ڈپٹی سیکرٹری کے لیٹر پر 55 مربع رقبہ اس طرح بانٹ دیا گیا ہے جس کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ یہ تقسیم ایسے ہوا کیونکہ اس وقت مارشل لاء کا دور تھا۔ مارشل لاء سے ہماری جان تو چھوٹ گئی لیکن 55 مربع رقبہ جس پر وہ قبضہ کر کے گئے ہیں وہ آج تک واپس نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! اس میں اِن کا کیا قصور ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ مانتے ہیں کہ یہ رقبہ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ تقسیم نہیں ہو سکتا تو اس کو واپس کرنے کا یہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس پر آپ کی ایسی کوئی پالیسی ہے کہ کس قانون کے تحت یہ رقبہ الاٹ کیا گیا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ 1981 میں الاٹ کیا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نادیہ عزیز واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف آئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا شکریہ اور میں آپ کو ایوان میں welcome کرتا ہوں۔ محترمہ راحیلہ خادم صاحبہ! میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ اُن کو منا کر لائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ 1981 میں جی ایچ کیو کو الاٹ کیا گیا تھا۔ ابھی 2010 میں جو Forest Act پاس ہوا ہے اس کے تحت اب یہ کسی کو تقسیم نہیں ہو سکتا۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ابھی 2010 میں جو Forest Act پاس ہوا ہے اس کے تحت جنگلات کا رقبہ تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن GHQ کو یہ رقبہ 1981 میں دیا گیا تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! 1981 میں یہ تقسیم ہوا ہے لیکن انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ 1981 میں بھی تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! بات یہ ہے کہ اب انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس کا ایکٹ 2010 میں بنا ہے جس کے مطابق آئندہ جنگلات کا کوئی بھی رقبہ کسی کو الاٹ نہیں ہو سکے گا۔ یہ تو 1981 میں ہی الاٹ ہو گیا تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! وہ تو بغیر قانون کے تقسیم ہو گیا تھا۔ ہم یہاں ایوان میں اس لئے آئے ہیں کہ ایسی چیزوں کی نشاندہی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر Rules کے مطابق کوئی قرارداد لے کر آئیں اور یہاں سے پاس کروائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ہم اسی چیز کی نشاندہی کرنے کے لئے آئے ہیں کہ یہ ہمارا اور غریب لوگوں کا ملک ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ سے ٹائم لے رہا ہوں۔ ایک آدمی نے اس رقبہ کو ایک لاکھ روپے ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے ادا کر کے لے لیا اور اب ٹوٹل 55 مربع رقبہ ایک آدمی کے پاس ہے جو لودھراں کا سب سے بڑا جاگیر دار ہے۔ یہ اتنا ظلم ہوا ہے لہذا اس رقبے کو ہر حالت میں واپس ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! اس پر آپ قرارداد لے کر آئیں تو ایوان میں Rules کے مطابق جو بھی کارروائی بنتی ہے وہ کر لیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ 742 درخت چوری ہوئے ہیں جبکہ ایف آئی آر صرف دو درج ہوئی ہیں یعنی 742 درخت چوری کرنے پر صرف دو ایف آئی آر درج کیوں ہوئیں باقی لوگ کہاں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! باقی لوگوں کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قانون کے مطابق ان کے خلاف بھی کارروائی ہو گی۔ جو چوری پکڑی گئی ہے اُن لوگوں کے خلاف یہ ایف آئی آر درج ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک یہ انکوائری مکمل ہو جائے گی؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انہوں نے خود مانا ہے کہ 742 درخت چوری ہوئے ہیں۔ یہ میرا سوال 2012 کا ہے جس کو دیئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں۔ اب منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ انکوائری کب تک مکمل ہو گی، کوئی ٹائم آپ دے سکتے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کیا ابھی تک ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گی اور جن لوگوں پر یہ چوری ثابت ہوئی تو قانون کے مطابق ان کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، جب اگلی دفعہ آپ کے سوالات کی باری آئے گی تو اس کا جواب آپ ایوان میں دیں گے کہ انکوائری مکمل ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ درخت تقریباً 16 لاکھ کے بنتے ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم! فرمائیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتادیں کہ یہ رقبہ جو صرف ایک بندے کو الاٹ ہوا ہے کم از کم اس کا نام تو اس ایوان میں بتایا جائے کہ 55 مربع زمین رقبہ کس کو الاٹ ہوا ہے، وہ ایک سیاسی figure ہے لیکن اس ایوان کو بھی پتا چلے کہ وہ بندہ کون ہے اور یہ رقبہ کون کھا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے اور یہ رقبہ کسی پرائیویٹ آدمی کو الاٹ نہیں ہوا۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ کیوں نہیں بتا رہے کہ یہ رقبہ جہانگیر ترین صاحب کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! وہ فرما رہے ہیں کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ایک ہی آدمی کے پاس 55 مربع زمین ہے۔ منسٹر صاحب اس کی تفصیلات ہمیں بعد میں بتادیں کوئی بات نہیں لیکن کم از کم لوگوں کو پتا تو چلنا چاہئے اور پنجاب کے لوگوں کو پتا چلنا چاہئے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ کسی بھی آدمی کے نام الاٹ نہیں ہوا اور ہمارے ریکارڈ میں یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! کیا جی ایچ کیو آگے رقبے فروخت کر دیتا ہے کیونکہ سارے رقبے تو ان کے پاس ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جو order issue ہوا ہے آپ ریکارڈ چیک کر کے معزز ممبر کو بتادیں۔ اس کے مطابق انہیں بتادیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بتادیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے ایک letter جاری کیا اور اس کے مطابق یہ 1300 ایکڑ رقبہ جی ایچ کیو gallantry awardees کو الاٹ کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی پالیسی کے تحت ہی الاٹ ہوا اور اس زمانے میں یہ جو رقبہ جی ایچ کیو gallantry awardees کو الاٹ کیا گیا تو اس وقت حکومت کی کیا پالیسی تھی، ایک تو اس کی نقل فراہم کریں اور یہ بھی انفارمیشن دے دیں کہ یہ رقبہ جی ایچ کیو کے پاس ہی ہے یا انہوں نے آگے فروخت کر دیا ہے؟ اس حوالے سے تفصیل بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ جی ایچ کیو کے پاس ہے اور انہوں نے آگے کسی کو نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کس پالیسی کے تحت الاٹ کیا گیا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ریونیو بورڈ مالک ہوتا ہے اور اس وقت یہ پالیسی تھی کہ جنگلات کا رقبہ کسی بھی محکمہ کو الاٹ ہو سکتا تھا تو اسی قانون کے تحت انہوں نے الاٹ کیا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ رقبہ جی ایچ کیو awardees کو الاٹ کیا گیا ہے اور پہلے میرے ایک معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ جہانگیر ترین صاحب نے یہ رقبہ خریدا ہے اور اسے ایوارڈ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیزیں غلط quote کی جا رہی ہیں اور جہاں تک منسٹر صاحب نے جتنے بھی جوابات دیئے ہیں وہ قانونی اور logically درست نہیں ہیں جیسا کہ آٹھ ماہ انکوائری کی بات کی اور جو درخت چوری ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوری ہونے والے درختوں کی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ investigation کی ضرورت ہے۔ جو چوری کرتا ہے اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! انہوں نے بتایا کہ دو ایف آئی آرز درج ہوئیں اور باقی کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جو انکوائری کی بات کی ہے وہ illogical ہے اور قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چوری کے مقدمہ میں without registration of any case inquiry ہو سکتی ہے، یہ تو ایک criminal proceeding ہے اس لئے اس میں انکوائری کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ایک آدمی پر الزام لگتا ہے تو اس کے بعد انکوائری کرنی ہوتی ہے اور انکوائری کے بعد ہی اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔یہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں یا کوئی اور لوگ ہیں جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!یہ لوگ محکمہ کے بھی ہیں اور پرائیویٹ بھی ہیں۔ پرائیویٹ لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی ہیں اور محکمہ کے جن لوگوں پر الزام ہے ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور قانون کے مطابق محکمانہ action لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!میں نے آپ سے کہا ہے کہ آئندہ جب آپ کے محکمہ کے سوال ہوں تو اس کی وضاحت پیش کریں گے کہ انکوائری کہاں تک پہنچی ہے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!آپ نے مجھے ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ کو منانے کے لئے باہر بھیجا تھا،آپ کو بھی پتا ہے کہ ان کی genuine problems ہیں، تمام خواتین کو Kindly specially ایوان میں بات کرنے کی آپ اجازت دیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میں نے انہیں بات کرنے کی اجازت بھی دی ہے، میں نے جو اسمبلی کے rules بنے ہوئے ہیں ان کے مطابق انہیں accommodation کے پیسے ملتے ہیں وہ بھی بتا دیئے ہیں باقی لاء منسٹر اور سپیکر صاحب اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 764 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*764: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں جنگلات کن کن علاقوں میں ہیں، علاقہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت جنگلات کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو 2012-13 میں پورے پنجاب میں کل کتنے درخت لگائے گئے؟

(ج) محکمہ نے درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کیا اقدامات اٹھائے اوراس سے درختوں کی چوری کی شرح میں کتنے فیصد کمی ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) صوبہ پنجاب میں 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں جن کی علاقہ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

پہاڑی جنگلات 0.171 ملین ایکڑ (بمقام: مری کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے پہاڑی جنگلات)، نیم پہاڑی جنگلات / جھاڑی دار جنگلات 0.635 ملین ایکڑ (بمقام: راولپنڈی، اٹک، چکوال، جہلم خوشاب اور ڈی جی خان کے پہاڑوں کے نچلی سطح کے جنگلات)، آبیاری ذخیرہ جات / جنگلات 0.371 ملین ایکڑ (صوبہ بھر کے میدانی سیرابی علاقہ جات)، دریائی جنگلات / بیلہ جات 0.144 ملین ایکڑ (دریائے راوی، جہلم، سندھ اور چناب کے کنارہ جات کے جنگلات)، رینج لینڈ / چراگاہیں 0.138 ملین ایکڑ (تھل، لیہ، بھکر، چولستان، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان)

علاوہ ازیں صوبہ بھر میں قطاروں میں جنگلات نہروں کے کنارے 32640 کلو میٹر، سڑکات کے کنارے 11680 کلو میٹر، ریلوے لائنوں کے کنارے 2987 کلو میٹر پر پائے جاتے ہیں۔ان جنگلات کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً 3.1 فیصد ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نئے جنگلات لگانے کے لئے ہر طرح سے کوشاں ہے۔ محکمہ جنگلات محدود سرکاری وسائل کے ساتھ سرکاری جنگلات کے علاوہ پرائیویٹ زمینوں پر بھی شجرکاری کے لئے کسانوں کو ترغیب وفنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پودہ جات مہیا کر رہا ہے جن کی بناء پر پرائیویٹ زمینوں پر درختوں کی تعداد بڑھ کر 17 درخت فی ایکڑ ہو گئی ہے۔ محکمہ جنگلات دوسرے محکمہ جات بشمول دفاعی شعبہ کو بھی پودہ جات اور فنی تربیت مہیا کرتا ہے۔ محکمہ جنگلات نے سال 13-2012 کے دوران 10 ملین پودہ جات سرکاری جنگلات جبکہ 19 ملین پودہ جات دوسرے محکمہ جات، شعبہ دفاع اور زمینداروں کو ارزاں نرخوں پر مہیا کئے ہیں۔

(ج) محکمہ جنگلات درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے ملزمان کے خلاف فاریسٹ ایکٹ 1927 ترمیم شدہ 2010 کے تحت کارروائی عمل میں لاتا ہے علاوہ ازیں ملزمان کے خلاف ضابطہ

فوجداری کے تحت بذریعہ پولیس ایف آئی آر درج کروا کے بھی قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔سرکاری ملازمین کی نااہلی یا ملوث ہونے کی صورت میں اُن کے خلاف پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے جس میں نقصان جنگل کی وصولی کے علاوہ دیگر سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ان اقدامات کے باعث درختوں کی چوری کی شرح میں مستقبل میں کمی کی اُمید ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!اس کے جز(الف)میں پوچھا تھا کہ کن کن علاقوں میں جنگلات موجود ہیں۔باقی مقامات کو تو ہم دیکھ لیں گے لیکن مری ہمارا ایک پر فضا مقام ہے جہاں تقریباً اس ایوان میں بیٹھے ہوئے 80 فیصد لوگ ضرور اس مقام کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!جب ہم اس راستے سے گزرتے ہیں اور جب ہم کبھی بچپن میں گزرتے تھے تو اُس وقت اور آج کے جنگلات میں زمین آسمان کا فرق آ چکا ہے۔وہ پہاڑیاں سبز ضرور ہیں لیکن سر سبز نہیں رہیں۔منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ سر سبز نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور وہ جنگلات کہاں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!میں اپنی بہن سے گزارش کروں گا کہ مری کے جنگلات سے درخت کاٹنے پر پابندی ہے۔وہاں قبضہ مافیا سے بھی رقبہ واگزار کروا لیا ہے اور اس کی demarcation ہو گئی ہے تو مری کے علاقے میں سے کوئی سبز درخت نہیں کاٹ سکتا اور کسی کے پاس یہ اتھارٹی نہیں ہے کہ وہ کسی کو درخت کاٹنے کی اجازت دے۔جو درخت اپنی عمر پوری کر لیتا ہے تو شفاف طریقے سے اس کی نیلامی ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد دوبارہ شجر کاری کی جاتی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میرے سوال کا جواب تو کوئی نہیں آیا کیونکہ انہوں نے جنگلات کا تو بتایا ہی نہیں کہ وہ کہاں گئے اور مری جاتے ہوئے راستے میں جو پہاڑیاں ہیں ان پر درختوں کا تو بتایا نہیں۔میں نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ مری کی جو پہاڑیاں ہیں ان کے جنگلات غائب ہیں بلکہ میں نے کہا کہ راستے میں گزرتے ہوئے پہاڑیوں سے جنگلات غائب ہیں۔بہر حال انہوں نے جز(ج) کے جواب میں پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت جو کارروائی سرکاری ملازمین کے خلاف کرتے ہیں تو

وزیر موصوف بتائیں گے کہ اب تک کون سے ایسے سرکاری ملازمین ہیں جن کی نااہلی ثابت بھی ہوئی اور پیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی بھی کی اور کیا واقعی انہیں سزا بھی دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جن ملازمین کے خلاف جرم ثابت ہو جاتا ہے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ سینکڑوں ملازمین جن پر جرم ثابت ہوا تو انہیں پیڈا ایکٹ کے تحت نوکری سے فارغ کیا گیا ہے۔ باقی انکوائریاں چل رہی ہیں اور جن کے خلاف بھی جرم ثابت ہوا ان کے خلاف انشاء اللہ کارروائی کریں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (ج) میں ہی انہوں نے فرمایا کہ ان اقدامات کے باعث درختوں کی چوری کی شرح میں مستقبل میں کمی کی امید ہے۔ جون 2013 میں سوال کیا تھا اور اکتوبر میں جواب آیا ہے تو یہ مستقبل ابھی کتنی دور ہے؟ اس مستقبل کے بارے میں ہمیں بتادیں کیونکہ پچھلے پانچ سال میں بھی جنگلات کے بارے میں یہی سوال میں کرتی رہی تو وہ مستقبل قریب کی بات تھی اور ماشاء اللہ آج بھی مستقبل میں ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 12-2011 میں 179 ایف آئی آر جنگلات کی چوری میں ملوث پائے جانے والوں کے خلاف درج ہوئیں اور ابھی 13-2012 میں 67 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں اور تقریباً 62 لاکھ 85 ہزار روپے ان پر جرمانہ عائد ہوا ہے اور آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری انتہائی سخت پالیسی کی وجہ سے گزشتہ سال کے مقابلے میں اس سال 42 فیصد درختوں کی چوری میں کمی آئی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! تقریباً 221 ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا ہے اور 387 ملازمین کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔ اگر ان کے خلاف بھی جرم ثابت ہو گیا تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اب نہیں ہو سکتا اس پر پہلے ہی کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 814 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ وائلڈ لائف اینڈ بریڈنگ فارم میں جانوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*814: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وائلڈ لائف اینڈ بریڈنگ فارم / پارک بھاگٹ، رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت کتنے جانور ہیں؟

(ب) اس فارم / پارک کی چاردیواری مکمل ہے اگر نہیں تو کب تک چاردیواری مکمل کر دی جائے گی؟

(ج) اس بریڈنگ فارم / پارک کا کتنا رقبہ ہے کیا حکومت اس پارک کو extend کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت اس فارم / پارک میں جانوروں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) وائلڈ لائف پارک بھاگٹ میں درج ذیل جانور / پرندگان رکھے گئے ہیں۔

نام جانور / پرندگان	نر	مادہ	ٹوٹل
مغلان شیپ	06	06	12
بندر	02	02	04
مور	03	08	11
فیزنٹ	02	06	08
بچے مور / فیزنٹ	–	–	14

(ب) جی ہاں! پارک کی چاردیواری مکمل ہے۔

(ج) پارک / بریڈنگ فارم کا رقبہ 14 ایکڑ ہے۔ جی ہاں، وضاحت جز(د) میں موجود ہے۔

(د) محکمہ تحفظ جنگلی حیات اینڈ پارکس پنجاب وائلڈ لائف پارک کے ترقیاتی پروگرام مالی سال 2016-17 اور 2017-18 میں پارک کی توسیع کا پروگرام رکھتا ہے۔ تکمیل کے بعد پارک ہذا میں مزید جانور اور پرندے متعارف کرائے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز(الف) یہ تھا کہ وائلڈ لائف اینڈ بریڈنگ فارم / پارک بھاگٹ، رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت کتنے جانور ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ 14 ایکڑ جگہ پر صرف 12 بھیڑیں اور 4 بندر ہیں۔ پرندوں کی تعداد میں مور کی تعداد 11 اور pheasant کی تعداد 8 ہے۔ جو پارک 14 ایکڑ اراضی پر بنایا گیا اور rural area میں بنایا گیا ہو تو کیا وہاں فیملیاں صرف بھیڑیں اور بندر دیکھنے آئیں گی؟ جب سے یہ پارک بنا ہے آج تک انہوں نے وہاں کوئی جانور نہیں بڑھائے۔ یہ breeding park ہے اور اس میں کوئی ایسے جانور نہیں رکھے گئے جن کی breeding ہو۔

جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا اس فارم / پارک کی چاردیواری مکمل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چاردیواری مکمل ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ وہ موقع پر جا کر دیکھیں کہ وہاں پر کون سی چاردیواری ہے؟ اس وقت اس پارک میں کوئی چاردیواری نہیں ہے محکمے نے غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!چار دیواری کے ٹینڈر ہو گئے ہیں اس پر کام شروع ہے اگر کوئی تھوڑا بہت کام رہتا بھی ہے تو انشاء اللہ اس کو مکمل کرا دیں گے وہاں کام موقع پر شروع ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)سردار محمد ایوب خان:جناب سپیکر!چار دیواری کا ٹینڈر ہوا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی کام شروع ہوا ہے۔میں منسٹر صاحب سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ وہ موقع پر جا کر دیکھیں کہ کیا وہاں پر چار دیواری بن رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!جواب میں تو لکھا ہے کہ جی ہاں۔پارک کی چار دیواری مکمل ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جس کا ٹینڈر ہوا تھا وہ مکمل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!ٹینڈر ہونا کوئی اور بات ہوتی ہے لیکن مکمل ہونا اور بات ہوتی ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میں گزارش کرتا ہوں کہ 14 ایکڑ پر چار دیواری مکمل ہے۔اگر میرے بھائی کہتے ہیں کہ اس میں مزید کوئی توسیع کی جائے تو ہم انشاء اللہ آنے والے وقت میں وہ بھی مکمل کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!کیا وہاں 14 ایکڑ پر چار دیواری مکمل ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)سردار محمد ایوب خان:جناب سپیکر!میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی وہاں موقع پر جا کر دیکھ لیں۔توسیع کا مطلب یہ ہے کہ 14 ایکڑ کے علاوہ کسی دوسرے پارک میں توسیع کی جائے لیکن اگر وہ رقبہ ہی 14 ایکڑ کا ہے تو پھر اس 14 ایکڑ پر کوئی چار دیواری نہیں ہے۔میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ وہاں جا کر دیکھ لیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!محکمے نے جواب غلط دیا ہے ان کے خلاف انکوائری کرائیں اور اس ایوان کو آگاہ کریں کہ انہوں نے غلط جواب کیوں دیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!آپ اس کے لئے ٹائم نکالیں یا کسی متعلقہ آفیسر کو کرنل صاحب کے ساتھ بھیجیں اور وہاں کا visit کریں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ میں خود کرنل صاحب کے ساتھ موقع پر جاؤں گا۔محکمے کی طرف سے اگر جواب غلط ہوا تو پھر ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے انکوائری کرکے اس کی رپورٹ next Session میں ایوان کو دینی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ انکوائری کرکے اگلے اجلاس میں ایوان کو بتائیں گے۔ میں اس سے مطمئن ہوں لیکن وہاں 14 ایکڑ کی جگہ پر اتنے تھوڑے جانور اور پرندے رکھے ہوئے ہیں تو کیا وہاں پر فیملیاں صرف بھیڑیں اور بندر دیکھنے آتی ہیں، اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں ہے۔ کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ان کا وہاں پر جانور اور پرندے مزید بڑھانے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جز (د) میں جواب دے دیا گیا ہے کہ ہم 17-2016 تک پارک کی توسیع کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کی funding کی جائے گی اور اس کو خوبصورت بنایا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! ابھی 14-2013 جا رہا ہے اور انہوں نے 18-2017 کا کہا ہے۔ جو انہوں نے چار سال بعد کا کہا ہے تو کیا اگلے سال جانوروں کو بڑھانے کا کام نہیں ہو سکتا؟ چار سال بعد کی تاریخ دینے کا مطلب ہے کہ یہ اس کام کو نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پارک کا visit بھی کریں اور جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ 14 ایکڑ رقبہ میں دس بارہ جانور ہیں تو ان کو رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ اس میں اگلے سال کی کوئی پالیسی لے کر آئیں، جانور بڑھائیں اور چار دیواری کے حوالے سے انکوائری کرکے اس کی رپورٹ سے ایوان کو آگاہ بھی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کرکے اس سے relevant ہی رہنا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ 14 ایکڑ پر جانور اور پرندے جب اتنے کم ہیں تو بتایا جائے کہ اتنے سالوں میں ان کی افزائش اتنی کم کیوں ہوئی، دوسرا سوال یہ ہے کہ اتنے تھوڑے جانور اور پرندوں کے لئے 14 ایکڑ پر چار دیواری کا بنانا کروڑوں اربوں روپے کی خطیر رقم کیوں خرچ کی جائے؟ میں تو اس کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر کوئی commitment اس ایوان کو دے دیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے 17-2016 کی ADP میں اس پارک کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیپارٹمنٹ نے تو اس کا جواب ہی غلط دیا ہے کہ پارک کی چار دیواری مکمل ہے۔ آپ خود اس معاملے کو دیکھیں اور اس پارک پر خصوصی توجہ دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! وہاں پر 14 ایکڑ پر چودہ جانور ہیں یہ بتایا جائے کہ پچھلے دو سالوں میں ان پر کتنا خرچہ آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ چودہ جانور نہیں ہیں بلکہ 49 جانور ہیں۔ ہم اس پارک کو آنے والے وقت میں توسیع دینا چاہ رہے ہیں اور اس میں جانور بھی زیادہ رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ next Session میں اس سوال کی پوری detail دیں گے۔ اگلے اجلاس میں جس دن بھی ان کے محکمے کے سوال ہوں گے یہ اس سوال کی پوری detail ایوان کو دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 827 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں کی تفصیلات

*827: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں میں 80 ملین سے زیادہ پونگ حاصل ہو رہی ہے اور یہ پونگ دوسرے صوبوں کو بھی فراہم کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ فشریز پنجاب فش بریڈنگ کے شعبے میں تربیتی کورسز کا انعقاد کر رہا ہے۔ یہ کورسز کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں، ان کے دورانیہ اور دیگر شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جی ہاں! پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں میں 90.7 ملین پونگ حاصل ہو رہی ہے اور یہ پونگ دوسرے صوبوں کو بھی فراہم کی جا رہی ہے۔ دورانِ سال 13-2012 درج ذیل مقامات پر مختلف سائز کا فش سیڈ سپلائی کیا۔

صوبہ بلوچستان	=	5,45,455
صوبہ خیبر پختونخواہ	=	16,500
صوبہ سندھ	=	6,12,614

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز پنجاب میں فش بریڈنگ کے شعبے میں تربیتی کورسز کا انعقاد کر رہا ہے۔ ان کورسز کا دورانیہ سہ روزہ اور ہفت روزہ ہوتا ہے اور ان کا انعقاد فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مناواں لاہور میں باقاعدہ طور پر ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، مناواں، لاہور میں تعینات آفیسرز پنجاب کے ہر ضلع میں خود ذاتی طور پر جا کر فش فارمرز کے لئے ایک روزہ تربیتی ورکشاپ منعقد کرتے ہیں جس میں فش فارمنگ کے ساتھ ساتھ ہیچری مینجمنٹ اور بچہ مچھلی کی افزائش کے بارے میں ضروری ہدایات بھی دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہوں گی کہ پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں کی تعداد کتنی ہے اور جز (ب) کے حوالے سے بتا دیں کہ 13-2012 میں کتنے fish farmers کو courses کروائے گئے؟ میرے علم کے مطابق یہ سب غلط ہے کیونکہ آج تک کوئی ورکشاپ منعقد ہوئی ہے اور نہ ہی کسی کو ٹریننگ دی گئی ہے۔ میرا اپنا رقبہ ڈنگا گجرات میں ہے وہاں پر ہمارے بھی fish points ہیں۔ میں نے تو ابھی تک کسی کو وہاں جاتے دیکھا ہے اور نہ ہی مجھے کوئی ٹریننگ دی گئی ہے۔ اس کا مجھے جواب دیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انہوں نے courses کے حوالے سے پوچھا ہے تو 13-2012 میں 17 لوگوں کو courses کروائے گئے ہیں، 12-2011 میں 6 courses تھے اور اس میں 19 farmers نے یہ courses کئے۔ ہر سیزن میں یہ courses چلتے ہیں۔ پرانے farmers پہلے course کر چکے ہیں اور نئے farmers کو courses کروائے جا رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ سرکاری و نجی ہیچریوں کی تعداد کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! سرکاری ہیچریوں کی تعداد 8 ہے اور نجی ہیچریوں کی تعداد 70 ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سرکاری ہیچریاں صرف 8 ہیں اور نجی ہیچریوں کی تعداد 70 ہے تو دیکھیں ان میں کتنا فرق ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ سرکاری ہیچریوں پر کسی کو اعتماد نہیں ہے یا ان کے ریٹس اتنے زیادہ ہیں کہ وہاں سے لوگ purchasing نہیں کرتے۔ on the other hand پرائیویٹ سیکٹر میں 70 ہیچریاں ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ 70 ہیچریاں flourish کر رہی ہیں اور ان کے ریٹس بھی reasonable ہیں۔ Kindly منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ اتنا فرق کیوں ہے؟ حالانکہ حکومت کی طرف سے ہیچریاں

زیادہ ہونی چاہئیں۔ اگر انہوں نے لوگوں کو کسی قسم کی سہولت دینی ہے تو ان کی ہیچریاں زیادہ ہونی چاہئیں لیکن ان کے پاس ٹوٹل 8 ہیچریاں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں نے ان کو تعداد بتائی ہے، کسی بھی محکمے یا کسی بھی بزنس میں سرکاری وسائل محدود ہوتے ہیں اس لئے لوگ پرائیویٹ طور پر اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ اگر کاروبار منافع بخش ہے تو لوگ اپنے بزنس کو بڑھاتے رہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب کیسے بات کر رہے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ محدود وسائل ہوتے ہیں اور اگر وسائل لوگوں کے لئے نہیں ہیں تو لوگ پھر own پر اس بزنس کو چلائیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے میرے سوال کے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ ہر جگہ تربیتی کورس اور ورکشاپس ہوتی ہیں لیکن میں نے تو آج تک کہیں نہیں دیکھا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھوں گی کہ وہاں پر جو اہلکار ٹریننگ دینے جاتے ہیں ان کی expertise کیا ہیں، کیا ان کو باہر بھیجا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ qualified لوگ ہوتے ہیں، انہوں نے یونیورسٹی سے اس فیلڈ میں ماسٹر ڈگریاں لی ہوئی ہیں، ان کا اس فیلڈ میں وسیع تجربہ ہوتا ہے اور انہی لوگوں کو instructors مقرر کیا جاتا ہے تاکہ فیلڈ میں جاکر لوگوں کو تربیت دیں۔ الحمدللہ یہ کاروبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ میری بہن کے علم میں ہوگا کہ فشریز کا کاروبار بڑی جلدی سے اس صوبے میں بڑھ رہا ہے۔ انشاء اللہ اس کاروبار سے جو لوگ منسلک ہیں، ہمارا ڈیپارٹمنٹ ان کو ہر طرح کی سہولت مہیا کر رہا ہے، ہم انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں بھی ان کو تربیت دیتے رہیں گے اور ان کے کاروبار کو آگے بڑھانے کے لئے سہولیات بھی دیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب! فرمائیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی کہہ رہے ہیں کہ یہ کاروبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی بیلنس شیٹ ہے کہ اس کاروبار سے کیا profit یا loss ہوا ہے، input کتنا ہے اور output کتنا ہے؟ کوئی

proper statement نہیں ہے، دوسری بات میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بیوروکریسی کا یہ سلسلہ کہ ادھر بیٹھ کر بار بار چٹیں دے رہے ہیں.This is no way مطلب یہ کوئی Examination Hall ہے کہ جس میں نقل لگا رہے ہیں؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے، آپ وہ بات کریں، یہ کیا بات ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سوال ہی کر رہا ہوں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تو تشریف رکھیں کیونکہ آپ بیٹھ چکی تھیں اس لئے میں نے ان کو floor دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ گئی تھیں، آپ نے دوبارہ سوال کے لئے نہیں کہا۔ اب اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ سندھو صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا تھا کہ انہوں نے جو اتنا سیڈ بیچا ہے اس سے ان کو کتنا profit یا loss ہوا، ان departmental courses پر ٹوٹل کتنے اخراجات آئے ہیں اور ان کی production کیا تھی؟ وہ ہمیں چاہئے اور یہ سارے اعداد و شمار اس ایوان کو بتائے جائیں تاکہ ہم assess کر پائیں کہ کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! یہ ویسے fresh question بنتا ہے۔ اگر آپ کے پاس detail ہے تو دے دیں۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھیں! جب یہ تیاری کر کے آتے ہیں تو Secretaries وغیرہ کس کے لئے ہیں؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب تو انہوں نے محترمہ کو دے دیا ہے۔ اگر آپ کو اس پر کوئی detail چاہئے تو اپنا نیا سوال لے کر آئیں۔ منسٹر صاحب! اس سلسلے میں آپ کے پاس کوئی detail ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ سندھو صاحب! اس پر نیا سوال لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی مکمل detail لے کر سندھو صاحب کو مہیا کریں۔ آج ہی Question Hour کے بعد ان کو بٹھا کر سندھو صاحب کو اس کی detail دیں۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے مجھے کیا detail مہیا کرنی ہے۔ یہ ایوان اور میڈیا کو detail مہیا کریں جس طرح ان کا ڈیپارٹمنٹ role play کر رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! اس کے لئے پھر آپ fresh question لے کر آئیں۔

CH.TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I am here to protect the public interest.

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر آپ کا سوال اس میں ہوتا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ یہ Chair سے convey کر دیں کہ کل منسٹر صاحب یہ اعداد و شمار دیں گے اور آپ ادھر ایوان کو اس سے آگاہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال لے کر آئیں منسٹر صاحب اس کا جواب دینے کے پابند ہوں گے۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ب) کے حوالے سے جو میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا کہ یہ courses کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں، ان کا دورانیہ اور دیگر شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، میں چاہوں گی کہ معزز منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ ان کی شرائط کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ courses کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں اور ان کا کتنا دورانیہ ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! خانیوال اور لاہور میں یہ courses کروائے جاتے ہیں اور ان courses کا دورانیہ پندرہ دن ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! لیکن انہوں نے شرائط نہیں بتائیں پھر بھی جواب نامکمل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ شرائط بھی بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! شرائط اس میں کوئی نہیں ہیں۔ اس کی باقاعدہ advertisement کی جاتی ہے اور جو بندہ بھی کورس کرنا چاہے وہ اس میں شرکت کر سکتا ہے۔ اس میں لیٹر کے ذریعے بھی آگاہ کیا جاتا ہے اور بذریعہ ٹیلی فون بھی آگاہ کیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے تمام فارمز کے ریکارڈ موجود ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس پر پانچ ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا چھوٹا سا سوال مفاد عامہ کے متعلق ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح محکمے نے جواب میں کہا ہے کہ آفیسرز پنجاب کے ہر ضلع میں خود ذاتی طور پر جاکر فش فارمز کے لئے ایک روزہ تربیتی ورکشاپ منعقد کرتے ہیں تو یہ اچھا پروگرام ہے کیونکہ لوگ دور سے آکر اس میں شریک نہیں ہو سکتے اس لئے ضلعی سطح پر اس پروگرام کو جاری رہنا چاہئے۔ مزید میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 13-2012 میں کتنے ضلعوں میں جاکر یہ پروگرام کروائے گئے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں ہمارا مرکز لاہور اور خانیوال ہے، ان دو جگہوں پر سنٹر ہیں اور وہاں پر یہ courses کروائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 880 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*880: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کے کل رقبہ میں سے ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق کتنے رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں؟

(ب) اس وقت کل رقبہ میں سے پنجاب کے کتنے رقبہ پر جنگلات واقع ہیں؟

(ج) کیا پنجاب کے جنگلات سے صوبہ کی ضرورت کے مطابق عمارتی لکڑی، بالن، کاغذ وغیرہ کی ضروریات پوری ہو رہی ہے، اگر نہیں تو حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے، ہاں تو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) پنجاب کے کل رقبہ پر ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کے کل رقبہ 50.956 ملین ایکڑ رقبہ میں سے 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات واقع ہیں جس کی شرح کا تناسب کل رقبہ کے تقریباً 3.1 فیصد کے برابر ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات پنجاب بالن کی صوبائی ضروریات کا تقریباً 10 فیصد اور عمارتی لکڑی کی ضروریات کا 15 فیصد سرکاری جنگلات سے مہیا کر رہا ہے۔ ضروریات کا بقایا حصہ زرعی زمینوں پر لگائے گئے درختان / جنگلات سے مہیا ہوتا ہے۔ محکمہ جنگلات کے شعبہ توسیع کی کاوشوں سے اس وقت زرعی رقبہ جات پر آزادانہ تحقیقی ذرائع کے مطابق 17 درخت فی ایکڑ موجود ہیں۔ محدود سرکاری وسائل کے باوجود محکمہ جنگلات کسانوں کی ترغیب و فنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پوداجات بھی مہیا کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے ادھر جواب دیا ہوا ہے کہ پنجاب کے کل رقبہ پر ماہرین کی رائے اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں اور آگے جز (ب) میں کہا ہے کہ اس وقت پنجاب کے کل 50.956 ملین ایکڑ رقبہ میں سے 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں

جس کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً 3.1 فیصد کے برابر ہے تو میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بہت ہی خطرناک حد تک کم شرح ہے جو کہ 12.96 تک ہونا چاہئے لیکن یہ یہاں پر 3.1 فیصد بتا رہے ہیں اور kindly منسٹر صاحب جواب دیں کہ اس طرح کیوں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں جنگلات کا کل رقبہ 16 لاکھ ایکڑ ہے جو کہ اس شرح کے حساب سے کل رقبے کا 3.1 فیصد بنتا ہے۔ ہم نے ابھی recently satellite کے ذریعے پورے پنجاب کی تصویر لی ہے اس کے مطابق اس وقت پنجاب میں 6.3 فیصد رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔ اس میں سرکاری رقبہ 3.1 فیصد ہے اور پرائیویٹ طور پر 3.2 فیصد رقبے پر جنگلات موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ کیا آپ مزید رقبے پر جنگلات بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اگر ہمیں مزید ایک فیصد بھی بڑھانا پڑے تو اس کے لئے پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ درکار ہے، 6 ہزار کیوسک پانی چاہئے اور 10۔ارب روپے کی رقم درکار ہے اس وقت ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں ہمارے پاس جو رقبہ خالی پڑا ہے اس پر ہم شجرکاری کر رہے ہیں اور اگلے تین سالوں میں ہم تمام رقبہ کو fill کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں جو جواب دیا ہے اس حوالے سے میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ حکومت بائیو گیس کے استعمال پر بہت زور دے رہی ہے، 2008 سے ہم بائیو گیس کا شور سُن رہے ہیں آپ کو بھی پتا ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ درختوں کی کٹائی تیزی سے جاری ہے، ماحول پر اس کا کتنا منفی اثر ہو رہا ہے، آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں تو سیلاب کی تباہ کاریاں اسی وجہ سے ہیں اگر ہمارے پاس جنگلات ہوں، درختوں کی کٹائی نہ ہو تو شاید ہم سیلاب سے بھی بچ جائیں۔ اگر بائیو گیس کے استعمال کو فروغ دیا جائے تو شاید درختوں کی کٹائی کم ہو جائے۔ وزیر صاحب یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم کوشش کریں گے مگر باتیں کرنے سے تو کوشش نہیں ہو گی یہ تو عمل سے ہو گی۔ وزیر موصوف مہربانی کر کے یہ بتا دیں کہ یہ اپنی کوشش میں کیا کر رہے ہیں؟ کچھ اپنی efforts کا بتا دیں، انہوں نے تو جو simple figures تھیں ان کو بھی اتنا wrong quote کیا ہے۔ میں تو حیران ہوں

کہ figures کچھ اور تھے اور انہوں نے کچھ اور بتائے ہیں۔ مہربانی کرکے یہ ایک دفعہ خود study کر لیں۔ انہوں نے یہ figures خود دیئے ہوئے ہیں یہاں پر اتنے ملین ایکڑ، اس کو ذرا یہ calculate کریں تو ان کو خود پتا چلے گا کہ یہ مجھے کیا جواب دے رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں نے صحیح جواب دیا ہے جو بالکل facts and figures کے مطابق ہے۔ حقیقت میں بھی اتنے ہی رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔ میں نے اپنی بہن کو کوئی غلط بات نہیں بتائی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر موصوف! محترمہ کا سوال ہے کہ آپ اس میں اپنی کوئی effort بتادیں کہ کیا آپ مزید کوئی درخت لگانا چاہتے ہیں یا جنگلات بڑھانا چاہتے ہیں، آپ اس حوالے سے کیا کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہماری جو 2012-13 کی پلاننگ ہے اس کے مطابق 2014 تک ہم 2 کروڑ 10 لاکھ نئے درخت لگا رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) کے آخر میں انہوں نے بتایا ہے کہ "محکمہ جنگلات کسانوں کی ترغیب وفنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پوداجات بھی مہیا کرتا ہے۔" ابھی میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اول تو سرکاری نرسریوں کا کسی کو پتا ہی نہیں ہوتا، میں جہلم کی بات کروں گی وہاں "دینہ" میں ایک نرسری ہے مجھے بھی چند دن پہلے پتا چلا ہے کہ وہاں کوئی سرکاری نرسری بھی ہے۔ لوگ سرکاری نرسریوں کے بجائے پرائیویٹ نرسریوں سے پودے خریدتے ہیں کیونکہ ان کی قیمت سرکاری نرسریوں سے کم ہوتی ہے تو مہربانی کرکے وزیر موصوف اس معاملے کو بھی دیکھیں اور مجھے اس بات کا جواب دیں کہ ایسا کیوں ہے کہ پرائیویٹ نرسریوں میں تو ہمیں چیزیں ارزاں قیمتوں پر ملتی ہیں جبکہ سرکاری نرسریوں میں زیادہ قیمت پر ملتی ہیں؟ ظاہری بات ہے کہ لوگ تو وہاں سے چیز لیں گے جہاں سے سستی ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ جہلم کی بات کر رہی ہیں؟ آپ کوئی ایسی جگہ بتادیں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے ابھی آپ کو "دینہ" جہلم کا بتایا ہے۔ جب آپ ہیڈ رسول ورکس کی طرف جاتے ہیں وہاں نہر کے اوپر ایک بہت ہی چھوٹی سی نرسری بنی ہوئی ہے۔ اگر یہ مجھے کہتے ہیں تو میں facts and figures لاکر ان کو بتادیتی ہوں لیکن انہیں مجھے یہ تو بتانا چاہئے کہ ایسا کیوں ہے؟ اول تو وہاں پر plants ہی نہیں ملتے، اگر plants ملیں تو مہنگے ملتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! سرکاری نرسریوں میں انتہائی کم قیمت پر پوداجات مہیا کئے جاتے ہیں اور لوگوں کو شجر کاری کی ترغیب دی جاتی ہے۔ پرائیویٹ نرسریوں میں زیادہ تر نمائشی پوداجات رکھے جاتے ہیں جو قیمتی پوداجات ہوتے ہیں حقیقت میں آپ facts and figures دیکھ لیں۔ سرکاری نرسریاں جو ہمارے محکمہ میں چل رہی ہیں آپ ان کا معائنہ کر سکتے ہیں وہاں انتہائی کم قیمت ایک یا دو روپے میں پوداجات فروخت کئے جاتے ہیں جبکہ پرائیویٹ نرسریوں کی قیمت بہت زیادہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر بہت سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے صرف چند الفاظ کہنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں مگر speech نہ کریں۔ آپ کسی نرسری کی نشاندہی کر دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں صرف چند الفاظ کہنا چاہتی ہوں یہ صرف میرے لئے نہیں ہے یا اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے نہیں ہے، یہ ہم سب کے لئے ہے۔ ان کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ بات کیا کر رہے ہیں؟ at least جو ایوان میں باتیں ہوتی ہیں اور کچھ نہیں تو ہم سب جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے knowledge میں اضافہ ہوگا ہمیں بھی پتا چلے کہ حکومت کیا کر رہی ہے جب ان کے پاس facts and figures ہی نہیں ہیں تو ہم کیسے ان پر یقین کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: کس چیز کے facts and figures نہیں ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے شروع میں جو مجھے جواب دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ ہم مزید 2 کروڑ پودے لگانا چاہتے ہیں، آپ کو تفصیل بھی دی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے جواب دیا ہے کہ 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں۔ میں ان سے request کروں گی کہ یہ جا کر calculate کریں اور پھر مجھے بتائیں کہ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں تو انہوں نے جواب تو دیا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): میں بتا رہا ہوں کہ 25 فیصد رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں لیکن ہمارے وسائل نہیں ہیں ہم 25 فیصد کہاں سے لے کر آئیں جو ہمارے پاس وسائل ہیں اسی میں رہ کر ہی ہم اسے بڑھا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1071 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: قاسم والا میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1071: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قاسم والا لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس جگہ کتنے رقبہ پر محکمہ نے کون کون سے درخت لگائے ہوئے ہیں اور کتنا رقبہ بے کار اور بنجر پڑا ہوا ہے، کتنے رقبہ پر کس کس نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) سال 12-2011 اور 13-2012 میں اس جگہ محکمہ نے شجرکاری پر کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(د) کیا حکومت اس وسیع رقبہ پر وائلڈ لائف پارک، لال سوہانرا پارک بہاولپور کی طرز پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) قاسم والا2 نہری ذخیرہ جات پر مشتمل ہے۔

1۔قاسم والا ذخیرہ 5763ایکڑ

2۔قاسم والا جنوبی 1L عباسیہ 8400ایکڑ

(ب) رقبہ زیر فصل اور خالی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جنگل	رقبہ زیر فصل	تفصیل درختان جو کہ موقعہ پر لگائے گئے ہیں	جو رقبہ خالی پڑا ہے	جس رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے
1	قاسم والا ذخیرہ	3000ایکڑ	سفیدہ۔کیکر۔ شیشم وغیرہ	2763ایکڑ رقبہ اونچے ٹیلوں پر مشتمل ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے	NIL
2	قاسم والا جنوبی 1L عباسیہ	1197ایکڑ	سفیدہ۔کیکر	1584ایکڑ رقبہ اونچے ٹیلوں پر مشتمل ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے	5619ایکڑ رقبہ پر پاک آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

(ج) سال12۔2011اور سال13۔2012 میں جو نئی شجر کاری کی ہے اور اس پر جو خرچہ آیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	نام ذخیرہ	جتنے رقبہ پر شجر کاری کی گئی	جو رقم خرچ ہوئی	کیفیت
2011-12	قاسم والا ذخیرہ			دوران سال12۔2011کوئی نئی شجر کاری نہ کی ہے صرف پرانی فصل3000ایکڑ کو نہری پانی دیا گیا اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام کرایا گیا
2011-12	قاسم والا جنوبی 1L عباسیہ			اس رقبہ میں کوئی بھی نئی شجر کاری نہ کی گئی صرف پرانی فصل1197ایکڑ کو نہری پانی دیا گیا اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام بھی کرایا گیا
2012-13	قاسم والا ذخیرہ	17.5ایکڑ	402288	نئی شجر کاری کے ساتھ ساتھ پرانی فصل کو نہری آبپاشی اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام بھی کرایا گیا۔
2012-13	قاسم والا جنوبی 1L عباسیہ	43ایکڑ 22.5ایکڑ	688000 312891	نئی شجر کاری کے علاوہ پرانی فصل کو نہری پانی آبپاشی اور بھل صفائی کا کام کرایا گیا نیز3ایکڑ رقبہ پر بیڈز نرسری بھی لگائی گئی
	ٹوٹل	65.50ایکڑ	1000891	

(د) یہ رقبہ چولستان میں واقع ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے 100کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ نزدیکی قصبہ فیروزہ سے بھی 30کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سفری سہولیات ناکافی ہیں لہذا وائلڈ لائف پارک بنانا منافع بخش نہ ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ '5619ایکڑ رقبہ پر پاک آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔' میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جنگلات کے رقبے پر کس capacity میں آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے جبکہ انہوں نے پہلے ہی 70ہزار ایکڑ کے قریب زمین زمینداروں کو lease پر دی ہوئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پاک آرمی نے آپ کی مشاورت اور ملی بھگت سے قبضہ کیا ہوا ہے یا وہ چھوڑ نہیں رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ عرصہ دراز سے ڈی ایچ کیو کے قبضے میں ہے اس کی واگزاری کے لئے ہم نے letter لکھے ہوئے ہیں کہ ڈی ایچ کیو سے رقبہ واپس لیا جائے۔ اس کی واپسی کے لئے ہم نے تحرک شروع کیا ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں ڈی ایچ کیو سے یہ رقبہ واپس لے لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی طرف سے آپ کو کوئی جواب موصول ہوا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): نہیں، ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ عام طور پر ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگائے جاتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ایک ایکڑ میں 725پودے لگائے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ 2763ایکڑ رقبہ ناقابل کاشت ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے۔ 1L عباسیہ میں بھی 1584ایکڑ رقبہ پر بھی نہری پانی دستیاب نہ ہے۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House گپ شپ کرنی ہے تولابی میں چلے جائیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہاں پر عباسیہ لنک کینال گزرتی ہے تو یہ رقبہ قابل کاشت کیوں نہیں بنایا گیا جبکہ ہماری ملکی معیشت کے لئے درخت بہت ضروری ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ ٹیلوں پر مشتمل ہے۔یہاں جتنا پانی سیراب ہوتا ہے اتنا رقبہ ہم نے آباد کیا ہوا ہے باقی رقبہ ٹیلوں پر مشتمل ہے جہاں پانی نہیں پہنچ سکتا اس لئے یہ رقبہ خالی پڑا ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ:

"یہ رقبہ چولستان میں واقع ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ نزدیکی قصبہ فیروزہ سے بھی 30 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔سفری سہولیات ناکافی ہیں لہذا وائلڈ لائف پارک بنانا منافع بخش نہ ہوگا۔"

جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا حکومت اس وسیع رقبہ پر وائلڈ لائف پارک، لال سوہانرا پارک بہاولپور کی طرز پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ منافع بخش نہ ہوگا حالانکہ رحیم یار خان سے تو یہ 100 کلومیٹر کے فاصلے پر ہوگا لیکن تحصیل ہیڈ کوارٹر لیاقت پور سے یہ 20 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، تحصیل ہیڈ کوارٹر خان پور سے یہ 30 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ کیا لال سوہانرا بہاولپور شہر کے اندر ہے؟ وائلڈ لائف پارک جو بنائے جاتے ہیں یہ تو عموماً شہروں سے دور ہی بنائے جاتے ہیں اور پھر آپ کے پاس facilities بھی موجود ہیں، آپ کے پاس وسیع ذخیرہ بھی موجود ہے تو اس کے باوجود یہ کہنا کہ یہ منافع بخش نہیں، کہاں تک درست ہے جبکہ وہاں پر ڈی سی او اور کمشنر صاحب بھی visit کر چکے ہیں، میں نے وہاں پر ایک تحریری درخواست بھی دی تھی جس پر انہوں نے اسے feasible قرار دیا ہے، آپ پھر کس طرح سے کہہ رہے ہیں کہ یہ feasible نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! میرے بھائی میاں اسلام اسلم صاحب کی یہ تجویز اور سکیم ہمارے پاس آ گئی ہے ہم اسے study کروا لیتے ہیں اگر feasible ہوا تو انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع شیخوپورہ: محکمہ ماہی پروری کا رقبہ، پیداوار اور آمدن کی تفصیلات

*1203: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ماہی پروری کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے تالاب ہیں اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک کتنا پونگ تیار کیا گیا اور کتنا فروخت کیا گیا اور کس ریٹ پر فروخت کیا اور اس سے کتنی آمدنی ہوئی؟

(د) مچھلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مچھلی کی پیداوار میں بالترتیب کتنا کتنا اضافہ ہوا اور کتنی آمدنی ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف)

(i) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ماہی پروری کا ایک عدد فش سیڈ نرسری یونٹ فاروق آباد 249 کنال 15 مرلے تقریباً (32) ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔

(ii) انفارمیشن سنٹر کھوڑی جس کا رقبہ 2 کنال اور 10 مرلے پر محیط ہے۔

(ب)

(i) کل 22 تالاب ہیں اور تقریباً 5 ایکڑ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے جس میں مچھلی کے لئے چارہ وغیرہ تیار کیا جاتا ہے۔

(ii) انفارمیشن سنٹر کھوڑی میں کوئی تالاب نہ ہے بلکہ وہاں پر صرف ماہی پروری سے متعلق عام لوگوں کے لئے معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک 94.40 لاکھ پونگ تیار کیا گیا اور 26.89 لاکھ پونگ پرائیویٹ سیکٹر میں بمطابق گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹس پر فروخت کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مہیا کردہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے جدید خطوط پر عمل کر کے مچھلی کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور خالی رقبہ پر مچھلی کے پیداواری فارم بنانے کی تجویز ہے اور نرسری فارم فاروق آباد پر ایک ترقیاتی سکیم کا آغاز کیا جا رہا ہے جس میں سردی کے موسم میں تھیلا مچھلی کے پونگ کی شرح اموات کو کم کرنے اور پرائیویٹ فش فارمرز کو تھیلا مچھلی کا پونگ وافر تعداد میں مہیا کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ یہ ترقیاتی سکیم مکمل ہونے سے صوبہ میں مچھلی کی مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

(ہ)

سال	مچھلی کی پیداوار	آمدنی
2008-09	1582 کلوگرام	1.28 لاکھ روپے
2009-10	1491 کلوگرام	1.30 لاکھ روپے
2010-11	1359 کلوگرام	1.27 لاکھ روپے
2011-12	1226 کلوگرام	1.50 لاکھ روپے
2012-13	1188 کلوگرام	2.00 لاکھ روپے

لاہور: زوسفاری پارک میں انتظامیہ کی غفلت سے ببر شیر کی ہلاکت کی تفصیلات

*1216: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 09-07-2013 کو ایک مؤخر اخبار ''نوائے وقت'' کی خبر کے مطابق لاہور کے زوسفاری پارک میں ایک ببر شیر بیماری کی وجہ سے ہلاک ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ببر شیر کی ہلاکت انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ہوئی کہ شیر کو فوراً طبی امداد نہ دی گئی اور انتظامیہ خود ہی تجربے کرتی رہی جس کی وجہ سے شیر مر گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک انتظامیہ نے اپنی غفلت کو چھپانے کے لئے یہ کہا کہ شیر کی موت سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ہوئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک انتظامیہ نے ویٹرنری یونیورسٹی سے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ملی بھگت سے اپنی مرضی کی حاصل کی؟

(ہ) کیا حکومت ویٹرنری یونیورسٹی کے میڈیکل افسران جنہوں نے میڈیکل رپورٹ تیار کی اور سفاری پارک کی انتظامیہ جن کی غفلت سے شیر کی موت ہوئی، ان تمام افراد کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ سفاری پارک میں ببر شیر (نر) کی ہلاکت ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ببر شیر کی ہلاکت ہوئی بلکہ انتظامیہ نے ببر شیر کا علاج لاہور چڑیا گھر اور یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے ڈاکٹر صاحبان سے کروایا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پارک انتظامیہ نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کو پوسٹ مارٹم کے لئے کہا شعبہ پیتھالوجی کی رپورٹ کے مطابق شیر کی موت سانپ کے زہر سے واقع ہوئی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ تمام سرکاری ادارے اپنے فرائض اپنے دائرہ اختیار کے اندر سر انجام دیتے ہیں۔ پوسٹ مارٹم جیسے اقدامات سرکاری طریق کار کے مطابق ہی کئے جاتے ہیں۔

(ہ) شیر کی موت حادثاتی طور پر سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ہوئی ہے یہ بات ابتدائی انکوائری اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے بھی تصدیق ہو چکی ہے لہذا حکومت کسی آفیسر یا پارک انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

لاہور: چڑیا گھر میں بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1270: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور چڑیا گھر میں جانوروں کی خوراک کے لئے 12-2011 اور 13-2012 میں کل کتنا فنڈ رکھا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جانورں کی خوراک کی مقدار اور صفائی کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا جس سے جانور بیمار ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت جانوروں کو پوری خوراک کی فراہمی و دیکھ بھال کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو ان اقدامات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جانوروں کی خوراک کے لئے 12-2011 میں -/2,35,16,000 روپے اور 13-2012 میں -/2,38,00,000 روپے کے فنڈز رکھے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ جانوروں کو منظور شدہ راشن سکیل کے مطابق معیاری خوراک دی جاتی ہے اور صفائی کا بھی ہر لحاظ سے خیال رکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے چڑیا گھر لاہور کے جانور تندرست اور صحت مند ہیں۔

(ج) چڑیا گھر انتظامیہ نے جانوروں کی خوراک و دیکھ بھال کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھا رکھے ہیں۔

1- ٹھیکیدار سے راشن وصول کرنے کے لئے راشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے۔ جو متعلقہ ٹھیکیداران سے اپنی موجودگی میں راشن وصول کرتی ہے اور وصول شدہ راشن اپنی نگرانی میں جانوروں کو ڈلواتی ہے۔

2- راشن کمیٹی جانوروں کو منظور شدہ راشن سکیل کے مطابق صاف ستھری اور معیاری غذا کی فراہمی یقینی بناتی ہے۔

3- جانوروں کی بہتر صحت کے لئے موسم کے لحاظ سے خوراک میں سپلیمنٹ دیئے جاتے ہیں۔

4- جانوروں کے پنجروں کی روزانہ صفائی کی جاتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی جاتی ہے۔

5- پانی کی ہودیوں و برتنوں کی بلاناغہ صفائی کی جاتی ہے۔

لاہور زو سفاری پارک میں انتظامیہ کی غفلت سے آئے روز قیمتی جانوروں کی اموات کی تفصیلات

*1317: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13۔07۔09 کے مطابق لاہور زو سفاری پارک کا سب سے بڑا ببر شیر انتظامیہ کی نااہلی کے باعث دم توڑ گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ببر شیر کو پوسٹ مارٹم کے لئے ویٹرنری یونیورسٹی بھجوایا گیا تھا جہاں سے ملنے والی رپورٹ کو چھپایا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ زو سفاری کی انتظامیہ ویٹرنری ڈاکٹر کے ساتھ مل کر اپنی مرضی کی میڈیکل رپورٹ حاصل کرنا چاہتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ زو سفاری پارک میں اس سے قبل متعدد جانور انتظامیہ کی غفلت لاپروائی اور نااہلی کے باعث مر چکے ہیں۔ کیا حکومت مذکورہ پارک کی انتظامیہ و ذمہ داران کی اس نااہلی ولاپروائی پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔ کہ ببر شیر کی ہلاکت ہوئی ہے لیکن ایسا انتظامیہ کی غفلت سے نہیں ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ تاہم ببر شیر کو پوسٹ مارٹم کے لئے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور بھجوایا گیا اور پوسٹ مارٹم رپورٹ ریکارڈ پر موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ کہ انتظامیہ کی غفلت سے کوئی جانور ہلاک ہوا ہے ہر جانور کی موت کی صورت میں ابتدائی انکوائری کروائی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں بھی ابتدائی انکوائری کروائی گئی جس کے مطابق ببر شیر کی ہلاکت میں انتظامیہ کی غفلت ولاپروائی ثابت نہ ہوئی ہے۔

مری: محکمہ جنگلات میں ریسٹ ہاؤسز و گیسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1448: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ جنگلات کے مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز / گیسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز میں کیا عام پبلک کو بھی رہنے کی اجازت ہے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے کرایہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کو عام پبلک کے لئے کرایہ پر حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) یکم جنوری2012 سے 31۔دسمبر2012 تک گورنمنٹ کو ان ریسٹ ہاؤسز سے کتنا کرایہ وصول ہوا، ہر ریسٹ ہاؤس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات مری فاریسٹ ڈویژن کے زیر انتظام کل پانچ ریسٹ ہاؤس ہیں ان میں سے تین قابل رہائش اور دو ریسٹ ہاؤس رہائش کے قابل نہ ہیں۔

(ب) محکمہ جنگلات کے سرکاری ریسٹ ہاؤس بنیادی طور پر جنگلات کے افسران کو سرکاری ڈیوٹی کے دوران رہائش فراہم کرتا ہے کیونکہ دور دراز جنگلات میں ان ریسٹ ہاؤسز کے علاوہ کوئی مناسب رہائش نہ ہے دوسرے محکمہ جات کے سرکاری افسران بھی ان ریسٹ ہاؤسز کو سرکاری دورہ کے وقت استعمال کرتے ہیں البتہ اگر سرکاری افسران دورہ پر نہ ہوں اور محکمانہ طور پر ان ریسٹ ہاؤسز کی ضرورت نہ ہو تو مجاز اتھارٹی مخصوص مدت کے لئے پبلک کو بھی استعمال کے لئے اجازت دے سکتی ہے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کا کرایہ فی کمرہ فی دن گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق درج ذیل ہے۔

1۔آفیسرز فارسٹ ڈیپارٹمنٹ	200/۔
2۔آفیسرز صوبائی ووفاقی محکمہ جات	400/۔
3۔علاوہ ازیں پرائیویٹ	800/۔

(د) جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤس سرکاری دورہ پر آئے افسران کی رہائش کے لئے ہیں لیکن اگر یہ ریسٹ ہاؤس کسی سرکاری ڈیوٹی کے لئے درکار نہ ہوں تو مجاز اتھارٹی متعلقہ ڈی ایف او مخصوص مدت کے لئے مطلوبہ کرایہ جمع کرانے پر پبلک کو استعمال کے لئے دے سکتا ہے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں ریسٹ ہاؤسز سے کرایہ کی مد میں جو رقم گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقم (وصولی)
1	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس گھوڑا گلی	84800/۔روپے
2	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس پتریاٹہ	29400/۔روپے
3	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس بن	4000/۔روپے
	میزان	118200/۔روپے

ضلع لاہور: شجرکاری پر خرچ کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*1498: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سال 11-2010 اور 12-2011 کے دوران کتنی شجرکاری کس کس مقام پر کی گئی، کون کون سے پودے لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم صرف کی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع کے دفاتر میں اس وقت کتنی اور کون کون سی اسامیاں خالی ہیں، یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) سال 11-2010 میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے، جرمانے کی کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع لاہور میں سال 11-2010 کے دوران کوئی محکمانہ شجرکاری نہ کی گئی ہے نیز 12-2011 کے دوران سرکاری رقبہ پر مختلف اقسام پوداجات کی شجرکاری کی گئی ہے اور ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جگہ شجرکاری	تعداد و اقسام پوداجات	شجرکاری پر اخراجات
2010-11	----	-----	------
2011-12	اڈاپلاٹ تا اڈامال	2376 پودے جیکورنڈا، املتاس، کچنار، تکومہ، اپرسینا، ہیبکس، لیجک سٹونیہ	5,48,121/۔روپے

(ب) ضلع لاہور میں اس وقت خالی اسامیوں کے نام اور تعداد درج ذیل ہیں۔

فارسٹ گارڈ، سکیل نمبر 9	28 عدد
مالی، سکیل نمبر 1	1 عدد
خاکروب، سکیل نمبر 1	1 عدد
گیٹ کیپر، سکیل نمبر 1	1 عدد

نیز حکومت کی طرف سے بھرتی کی اجازت ملنے کے بعد خالی اسامیوں پر بھرتی کی جائے گی۔

(ج) سال 11۔2010 میں 41 لکڑی چور ملزمان سے محکمانہ عوضانہ مبلغ۔/1,69,220 روپے وصول کیا گیا۔یہ کارروائی محکمانہ طور پر کی گئی اور جرمانہ وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کروا دیا گیا ہے۔

لاہور: جلو پارک میں درخت لگانے کی تفصیلات

*1500: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال 2011 میں محکمہ جنگلات نے جلو پارک لاہور میں کتنے درخت لگائے نیز ان پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

سال 2011 جلو پارک میں مختلف اقسام کے 4005 عدد زیبائشی پودا جات لگائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

گولڈ مور	25عدد
جڑوفا، ارنامینٹل	950عدد
الٹااشوک	30عدد
ہیبکس، ارنامینٹل	2000عدد
لاجسٹومیا	500عدد
چنبیلی	500عدد

نیز ان کی شجرکاری پر محکمہ نے مبلغ۔/11350 روپے خرچ کئے ہیں۔

لاہور: شجرکاری کے لئے رقبہ و دیگر تفصیلات

*1690: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات کے پاس لاہور میں شجرکاری کے لئے کتنا رقبہ موجود ہے اور اس پر 2012-13 سے اب تک شجرکاری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) کیا محکمہ کے پاس پنجاب کی تمام سڑکوں اور انہار کے کناروں پر شجرکاری کے لئے کوئی پروگرام موجود ہے؟

(ج) محکمہ سڑکوں کے کناروں پر کون کون سے درخت لگانے کی سفارش کرتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات کا ضلع لاہور میں درج ذیل جگھوں پر رقبہ موجود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جنگل	کل رقبہ
1۔	شاہدرہ فارسٹ	678ایکڑ
2۔	کرول فارسٹ	547ایکڑ
3۔	جھگیاں فارسٹ	390ایکڑ
4۔	اینو بھٹی فارسٹ	272ایکڑ

سال13۔2012میں اینو بھٹی فارسٹ میں30ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی گئی جس پر مبلغ 4,80,000/۔روپے خرچ کئے گئے۔ نیز جھگیاں اور کرول فارسٹ کے 750ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کے لئے منصوبہ / سکیم گورنمنٹ کو برائے منظوری بھجوادی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے منظوری کے بعد شجرکاری کروائی جائے گی۔

(ب) جی ہاں! محکمہ جنگلات نے پورے پنجاب میں سڑکوں کے کنارے 3,70,000پودا جات لگانے کا پروگرام بنایاہے۔ یہ پودہ جات ضلع خوشاب، میانوالی، بھکر، لیہ، حافظ آباد، اوکاڑہ، ملتان، چکوال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، شیخوپورہ، بہاولنگر میں لگائے جائیں گے۔

(ج) سڑکوں کے کناروں پر شجرکاری کے لئے محکمہ کیکر، کونوکارپس، سفیدہ اور شیشم وغیرہ کی سفارش کرتاہے جو علاقہ کے زمینی اور موسمی حالات سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ضلع سیالکوٹ: بائی پاس روڈ پر درخت لگانے کی تفصیلات

*1725: جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) کے چاروں اطراف سڑک ہے، جس کو بائی پاس کہتے ہیں۔ بائی پاس روڈ پر کسی قسم کا کوئی درخت نہ ہے، محکمہ جنگلات بائی پاس روڈ پر چاروں اطراف سایہ دار درخت لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر ہاں تو کب تک درخت لگائے جائیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

ڈسکہ ضلع (سیالکوٹ) شہر کے ارد گرد اگر بائی پاس کا جتنا بھی رقبہ ہے وہ تحصیل میونسپل کمیٹی کی زیر نگرانی ہے۔ بائی پاس کی لمبائی 8 کلو میٹر ہے۔ دونوں اطراف میں 5 فٹ چوڑائی میں ایک قطار میں پودے لگائے جا سکتے ہیں لیکن چونکہ یہ بائی پاس ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہے اس لئے صوبائی محکمہ نے اس بارے جگہ پر پلاننگ نہیں کی۔ ضلعی آفیسر سے رابطہ کیا گیا ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ بائی پاس پر اگلے سال فروری مارچ میں پودے لگائے جائیں گے۔

گٹ والا پارک فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1826: میاں طاہر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) گٹ والا پارک فیصل آباد کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس وقت کتنے رقبہ پر پارک ہے۔ کتنے رقبہ پر محکمہ جنگلات کے دفاتر اور دیگر رقبہ کس کس کے استعمال میں ہے؟

(ج) اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اس پارک میں کیا کیا سہولیات عوام کی تفریح کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس پارک میں محکمہ کیا کیا مزید سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن کے زیر استعمال گٹ والا فاریسٹ کل 131 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن کے زیر استعمال رقبہ میں سے 78 ایکڑ رقبہ پر فارسٹ پارک اور 53 ایکڑ رقبہ پر محکمہ ماہی پروری و جنگلی حیات کے جنگلی جانوروں کے انکلوژر اور دفتر ہیں۔

اس کے علاوہ 125.65 ایکڑ رقبہ پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ گٹ والا فیصل آباد کے زیر استعمال ہے جس میں سے 46 ایکڑ پر رہائشی کالونی اور بقایا 79.65 ایکڑ رقبہ پر ریسرچ پلانٹیشن اور درج ذیل دفاتر ہیں:

1۔ ڈائریکٹر پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ گٹ والا فیصل آباد

2۔ کنزرویٹر آف فارسٹ فیصل آباد

3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈ لائف فیصل آباد

4۔ ڈویژنل فارسٹ آفیسر سلو فیصل آباد

(ج) گٹ والا پارک کی دیکھ بھال کے لئے 12 کل وقتی ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(د) فارسٹ پارک گٹ والا میں عوام کی سہولیات کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

1۔ کنٹین
2۔ کشتی رانی
3۔ جوگنگ ٹریک
4۔ گھاس کے پلاٹ (لان)
5۔ سیزنل فلاور (موسمی پھول)
6۔ بچوں کے لئے جھولے
7۔ جنگلی جانور
8۔ عوام کی سہولت کے لئے فری انٹری و پارکنگ فیس وغیرہ۔

(ہ) عوام کی فلاح کے لئے کئی منصوبے زیر غور ہیں۔ جونہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز فراہم کئے جائیں گے ان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ مزید پہلے سے فراہم کردہ سہولتوں کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

ضلع فیصل آباد: محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1827: میاں طاہر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کا رقبہ کہاں کہاں ہے؟

(ب) نہروں اور روڈز پر کتنے درخت ہیں۔ نہروں اور روڈز کا محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران محکمہ نے اس ضلع میں کہاں کہاں شجرکاری کی ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات: ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	چکوریزروائرپلانٹیشن تحصیل جڑانوالہ	940ایکڑ
2۔	گٹ والا فارسٹ پارک فیصل آباد	131ایکڑ

محکمہ جنگلی حیات: ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلی حیات کا کوئی رقبہ نہ ہے۔

محکمہ ماہی پروری: ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کا 44ایکڑ 2کنال رقبہ ہے۔

چک نمبر 215ر۔ب ستیانہ روڈ فیصل آباد	16ایکڑ 2کنال
چک نمبر 226ر۔ب ستیانہ روڈ فیصل آباد	28ایکڑ

(ب) نہروں اور سڑکوں پر اس وقت تقریباً 55,999 درخت موجود ہیں۔ ضلع فیصل آباد نہروں کا رقبہ 1967.63 کلومیٹر اور سڑکات کا رقبہ 272.65 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں شجر کاری کی تفصیل بمعہ خرچ کی گئی رقم درج ذیل ہے:۔

سال	شجر کاری کا مقام	رقبہ (ایونیومیل)	خرچہ
2011-12	برلب برالہ برانچ برجی نمبر L/40-29 تحصیل جڑانوالہ	20	3,00,000/۔لاکھ روپے

(غیر ترقیاتی بجٹ سے بحساب۔/15,000روپے فی ایونیومیل شجر کاری کروائی گئی ہے اور پانی نہر سے حاصل کیا گیا تھا)

سال	شجر کاری کا مقام	رقبہ (ایونیومیل)	خرچہ
2012-13	سمندری رجانہ روڈ کلومیٹر R/57-50	20	5,57,875/۔روپے

(ترقیاتی بجٹ سے بحساب۔/24,000روپے فی ایونیومیل شجر کاری کروائی گئی ہے اور پانی خرید کر استعمال کیا گیا)

صوبہ میں 2013-14 کے دوران لگائے جانے والے پودوں کی تفصیلات

*1863: **میاں محمد اسلام اسلم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کی طرف سے 2013-14 کے دوران صوبہ میں کتنے نئے پودے لگائے جارہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کی لاکھوں ایکڑ اراضی خالی ہے۔ اس پر 2013-14 کے دوران کتنے نئے پودے لگائے جارہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) سال14۔2013کے دوران شجر کاری مہم موسم برسات2013کے لئے11ملین پوداجات لگانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔موسم بہار 2014کے لئے تخمینہ ہدف تقریباً15ملین پوداجات ہے جس کا ہدف جنوری2014میں مقرر کیا جائے گا۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کی تحصیل لیاقت پور میں محکمہ جنگلات کی اراضی کا رقبہ 39312ایکڑ پر مشتمل ہے۔سال14۔2013کے دوران701ایکڑ رقبہ پر پوداجات لگانے کا ہدف ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آپس میں decide کر لیں کہ پہلے کس نے بات کرنی ہے؟چونکہ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے لہذا اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا!میں نے ایک انتہائی اہم معاملے پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تینوں، چاروں آپس میں decide کر لیں کہ بات کس نے کرنی ہے، محترمہ!پھر آپ پہلے بات کر لیں آپ نے کیا کہنا ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب والا!میں پہلے سے کھڑا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب!ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔میں آج اس ایوان میں ایک بہت ہی sensitive issue پر بات کرنا چاہتی ہوں۔جناب!مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کل پوری دنیا میں Human Rights Day منایا گیا تھا اور ہم مسیحی جو پاکستان میں بستے ہیں ان کے ساتھ جو کل سلوک کیا گیا وہ نامناسب تھا۔ ہمارا جو انار کلی میں چرچ ہے جہاں پر ایک سکول بھی موجود ہے اس کی چار دیواری گرا دی گئی۔ انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ہمارے حکومتی ایم این ایز بھی شامل تھے۔ وہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا حلقہ ہے جہاں پر چرچ کی چار دیواری کو گرایا گیا جس پر ہمارے لوگوں نے اس چرچ کو دوبارہ کھڑا کیا۔ وہاں پر ایک سکول بھی ہے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت میں ہمارے تمام وہ institutions اور سکول واپس کئے گئے تھے۔ رومن کیتھولک چرچ نے ان سکولوں کو واپس لینے کے لئے 16 لاکھ روپے جمع کروائے تھے۔ انار کلی کا چرچ جو کہ بہت important strategic position پر located ہے ابھی تک وہ سکول واپس نہیں کیا گیا۔ ہماری پوری community اس وقت سراپا احتجاج ہے، پریس کلب میں اس وقت Bishop Sebastian Shaw انٹرنیشنل پریس کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت اقلیتی پراپرٹی پر کیوں قبضہ کرنا چاہ رہی ہے؟ اس سے پہلے بھی میں نے اس کی نشاندہی کی تھی کہ "گوشہ امن" پر بھی حکومتی لوگوں نے قبضہ کیا اور آج تک اس کو واپس نہیں کیا۔ اب یہ ہمارے انار کلی سکول پر قبضہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس وقت خلیل طاہر سندھو صاحب یہاں پر موجود ہیں، اجلاس کے بعد آپ اور خلیل طاہر سندھو صاحب وزیر قانون و پارلیمانی امور سے مل لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں، یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو اس کا جواب دے رہا ہوں آپ کے اقلیتی امور کے وزیر خلیل طاہر سندھو صاحب یہاں پر موجود ہیں ان سے بات کر لیں اور پھر آپ دونوں اجلاس کے بعد وزیر قانون و پارلیمانی امور سے مل کر معاملے کو resolve کروا لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم اور sensitive issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک تحریک التوائے کار out of turn لینا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت کا طلبگار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے؟ چلیں، آپ out of turn لے لیں۔

ای ڈی او (صحت) لیہ کا عدالت عالیہ کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹروں کو بحال نہ کرنا

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت ضلع لیہ میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، رورل ہیلتھ سنٹر اور بی ایچ یونٹ میں کمپیوٹر آپریٹروں کی 29 اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر پُر کی گئی تھیں۔ عرصہ تین چار سال بعد کام کرنے کے بعد ان اسامیوں پر تعینات اہلکاروں کو terminate کر دیا گیا۔ عدالت عالیہ ہائیکورٹ ملتان کے حکم مورخہ 29۔نومبر 2013 میں ان ملازمین کو reinstate کر دیا گیا لیکن تاحال ای ڈی او (ہیلتھ) لیہ نے عدالت عالیہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے اس لئے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 707/13 محترمہ شُنیلا رُوت، ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 708/13 تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب یہ تحریک التوائے کار نمبر 707/13 ہے، حوصلہ کریں اور تشریف رکھیں۔

پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید و فروخت کھلے عام جاری

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 27۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق خفیہ اداروں نے اپنی رپورٹ میں

انکشاف کیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ماہانہ 33 سے 40 گردوں کی غیر قانونی خرید و فروخت کھلے عام جاری ہے جبکہ وفاقی حکومت کی طرف سے2009میں بنائی گئی Human Organ Transplant Authority (HOTA) ملک بھر میں گردوں کی خرید و فروخت کے گھناؤنے دھندے کی روک تھام میں ناکام ہو گئی اور پنجاب سمیت ملک بھر میں گردوں کی کھلے عام خرید و فروخت جاری ہے۔ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ مڈل ایسٹ، یورپ اور جنوبی افریقہ سے آنے والے گردوں کے مریضوں کو گردے25لاکھ روپے سے50لاکھ روپے کے درمیان غیر قانونی طور پر فروخت کئے جارہے ہیں۔ بڑے شہروں میں گردوں کی خرید و فروخت کرنے والے گروہوں نے اپنے کارندے ایسے مقامات پر پھیلا رکھے ہیں جو مزدوروں کو2 سے3لاکھ روپے کا لالچ دے کر ان کے گردے نکال کر فروخت کر دیتے ہیں۔ 2007 سے ملک بھر میں اور خصوصاً پنجاب میں یہ سلسلہ شروع ہوا ہے کہ غیر ملکی آکر ضرورت مند لوگوں کے گردے اونے پونے داموں خرید کر ٹرانسپلانٹ کرواکر واپس چلے جاتے ہیں جبکہ اس دوران گردے فروخت کرنے والے درجنوں افراد ہلاک ہو گئے۔ کچھ عرصہ قبل ڈیفنس اور گارڈن ٹاؤن کے ہسپتالوں میں غیر ملکی لوگ گردے تبدیل کرواتے تھے۔ اسی دوران ایک غیر ملکی عورت ہلاک ہو گئی جس کے بعد ہسپتال کو sealکر دیا گیا۔ 2012میں فیصل ٹاؤن کے علاقے میں ایسے کلینک کا انکشاف ہوا جہاں لوگوں کے گردے رات کے وقت نکالے جاتے تھے اور بعد میں بھاری رقم کے عوض ٹرانسپلانٹ کر دیا جاتا تھا، فیکٹری ایریا کے علاقہ میں7مزدور نوجوانوں کو بے ہوش کرکے ان کے گردے نکال لئے گئے جس کے 2 ملزم پکڑے بھی گئے لیکن اصل ملزمان آج تک گرفتار نہیں ہو سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے میں اس کا تفصیلی جواب اگلے ہفتے دے دوں گا اس وقت تک اسے pendingفرما دیں لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Worthy Chief Minister میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے پرنسپل کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی ہے کہ اگر کسی کا عزیز بھی کسی کو گردہ دینا چاہتا ہے تو وہ پہلے ان سے ملے گا کہ کہیں خرید و فروخت تو نہیں ہو رہی لہذا اب اس طرح سے نہیں ہو گا اور کوئی بھی اپنا گردہ یا کوئی اور جسمانی عضو نہیں بیچ سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/708 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے
اس کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کا خدشہ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد پاکستان کی سب سے قدیم اور ایشیاء کی سب سے بڑی اور اکلوتی زرعی یونیورسٹی ہے جس کی وجہ سے فیصل آباد شہر کو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ موجودہ زرعی یونیورسٹی کا قیام 1908 میں زرعی کالج کے نام سے عمل میں لایا گیا تھا اور اب 100 سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے ساتھ یہ وطن عزیز کی زراعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور یہی نہیں بلکہ پاکستان کی 132 یونیورسٹیوں کی ریٹنگ میں ہر سال دوسری، تیسری یا چوتھی پوزیشن کی حامل قرار پاتی ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے پچھلے 50 برسوں میں ساڑھے آٹھ سو سے زائد پی ایچ ڈی فارغ التحصیل ہوئے جبکہ آنے والے دنوں میں یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو گی۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس تاریخی اہمیت کی حامل یونیورسٹی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ویٹرنری یونیورسٹی اور زرعی یونیورسٹی بنایا جا رہا ہے جس سے فیصل آباد کے اس قدیم ترین ادارے کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کے علاوہ انتظامی طور پر بھی نقصان کا احتمال ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی دو حصوں میں تقسیم سے یونیورسٹی کے ہزاروں طلباء و طالبات کے علاوہ پروفیسروں، سائنسدانوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے شہریوں میں شدید غم و غصہ کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں حکومت کی طرف سے categorically یہ statement دینا چاہتا ہوں کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایک جامع اور مکمل زراعتی تعلیم کا ادارہ ہے جو کہ زمینی سائنس، زرعی انجینئرنگ، سوشل سائنسز، crops اور اینیمل سائنسز کے تمام شعبہ جات میں بی ایس سی، بی ایس سی آنرز، ایم ایس سی، ایم ایس سی آنرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرام بڑی کامیابی کے ساتھ کروا رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے تحت اس یونیورسٹی کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آگیا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 725/13 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان میں مریضوں کو ضروری ٹیسٹوں کے لئے لمبی لمبی تاریخیں دینے سے پریشانی کا سامنا

جناب احمد شاہ کھگہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" مورخہ 30۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان کے امراض دل وارڈ میں مریض بدستور علاج اور ادویات کے لئے دھکے کھا رہے ہیں۔ دونوں ہسپتالوں میں دل اور بلڈ پریشر کی ادویات کی کمی ہے۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ویٹنگ لسٹ غریب کیٹیگری کے لئے چار ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ انجیو گرافی اور ایکو کارڈیو گرافی ٹیسٹوں کے لئے بھی دو سے تین ماہ بعد کا وقت غریب مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ آؤٹ ڈور میں سفارشی مریضوں کا چیک اپ کیا جاتا ہے۔ جبکہ دل کے آپریشن اور بائی پاس کے لئے غریب آدمی کی باری ہی ڈیڑھ سے دو سال کے بعد آتی ہے جس کی وجہ سے انتظار میں کئی مریض اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ملتان کے یہ دونوں ہسپتال اس صوبہ کے بڑے ہسپتالوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن بے چارے دل کے مریض اپنے ٹیسٹ کروانے کی خاطر سفارشیں ڈھونڈنے کے لئے دھکے کھا رہے ہیں اور کئی مریض مفت ادویات کو ترس رہے ہیں جس سے صوبہ بھر بالخصوص ملتان شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے اس کے مطابق جناب احمد شاہ کھگہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ پی پی۔229 کی پیش کردہ تحریک نمبری 725/13 جو کہ بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور لیٹر نمبری SO Liaison III-1317/13 مورخہ 10-10-2013 کے تحت وصول ہوئی۔ ایم پی اے صاحب کو کسی ذریعہ سے

غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ ہسپتال ہذا میں دل کے امراض اور بلڈ پریشر کے علاج کے لئے تمام ادویات موجود ہیں اور اس چیز کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ روزانہ تقریباً سات سو افراد کو ایک ماہ کی ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔ ایمرجنسی، آوٹ ڈور، آپریشن تھیٹر میں دل کے مریضوں کے لئے سو فیصد سہولت موجود ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال میں مریضوں کا رش ہوتا ہے جن میں زیادہ تر لوگ غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کنسلٹنٹ کی کوشش ہوتی ہے کہ علاج کی غرض سے آنے والے ہر مریض کو چیک کیا جائے۔ مریضوں کی روزانہ کی بنیاد پر تقریباً 30 انجیو گرافی اور 60 ایکو کے ٹیسٹ کئے جا رہے ہیں۔ رش کے باعث مریضوں کو انجیو گرافی اور ایکو گرافی کا ٹائم دیا جاتا ہے جو کہ تین ماہ سے زائد نہیں ہوتا۔ ہسپتال ہذا میں کوئی مریض سفارش پر چیک نہیں کیا جاتا بلکہ بغیر کسی تفریق کے علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر ماہ میں تقریباً 160 مریضوں کی سرجری کی جاتی ہے۔ سرجری کے لئے مریضوں کو ٹائم ان کی حالت وکیفیت کو مدنظر رکھ کر دیا جاتا ہے جو کہ دو ماہ سے زائد کا نہیں ہوتا۔ کنسلٹنٹ کے دیئے ہوئے ٹائم کے دوران کسی کے فوت ہونے کی شکایت آج تک موصول نہیں ہوئی ہے۔ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ہسپتال میں آوٹ ڈور مریضوں کے لئے سٹور کے کچھ آئٹمز میں تخفیف کی گئی ہے ہسپتال ہذا میں مریضوں کو بغیر کسی سفارش کے چیک کیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ پارلیمنٹیرینز کی سفارش کو عزت بخشی جاتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ چکا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 733/13 جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب، جناب احمد خان بھچر صاحب اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ یکم اکتوبر 2013 کی خبر کے مطابق دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا کیمیکل ملا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ پنجاب کے 22 اضلاع میں 1085 فیکٹریوں اور میونسپل واٹر نہروں نالوں اور دریاؤں میں پھینکا جا رہا ہے۔ اس پانی میں پارہ، لیڈ، آرسینک، کاپر، بیریم، زنک اور

دیگر زہریلے کیمیکل پائے گئے ہیں۔ لیبارٹری ٹیسٹ میں یہ پانی زراعت اور پینے کے لئے unfit قرار دیا گیا ہے۔ اس کو زرعی مقاصد کے لئے استعمال کرنے سے نہ صرف زمین کی زرخیزی میں کمی ہوئی ہے بلکہ فصلوں میں بھی یہ زہریلے کیمیکل شامل ہو جاتے ہیں جو انسانوں اور جانوروں میں مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ صرف آٹھ انڈسٹریز نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے ہیں جن میں چار شوگر ملز شامل ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ کسی بھی شہر کا پانی ٹریٹ نہیں کیا جارہا جو نہروں، نالوں اور دریاؤں میں 5243 کیوسک میونسپل واٹر شامل ہے جس میں 1455.42 کیوسک فیکٹریوں کا اور 3788.22 کیوسک میونسپل واٹر بھی شامل ہے محکمہ آبپاشی کی رپورٹ کے مطابق صوبہ بھر کے 22 شہروں میں شوگر ملز، پیپرز، ٹیکسٹائل، ٹینریز اور دیگر فیکٹریوں کا پانی ٹریٹ کئے بغیر اریگیشن واٹر میں شامل کیا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمالیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 735/13 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن موکل کی طرف سے ہے۔

گلبرک لاہور میں واقع ایل جی ایس سکول و دیگر پرائیویٹ اداروں کا تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون نکالنا

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے ایک معروف و مشہور پرائیویٹ سکول (ایل جی ایس، گلبرگ) نے اسلامیات کا مضمون سرے سے ختم کر دیا ہے اور ساتویں جماعت جس میں بچوں کی عمریں تقریباً بارہ سے تیرہ سال کے درمیان ہوتی ہیں یعنی ان بچوں کے ناپختہ اذہان میں ایسی چیزیں ڈالی جارہی ہیں جو ان کے لئے کسی طور بھی بہتر نہیں۔ مذکورہ سکول اور دیگر ایسے ادارے مخصوص مفادات کی خاطر دینی و قومی اقدار کی دھجیاں بکھیرنے کی سازش میں ملوث ہیں۔ مذکورہ سکول کی انتظامیہ نے اسلامیات کے مضمون کی جگہ Seeing Through Religion کا مضمون پڑھانا شروع کیا ہے۔ جس میں عیسائیت،

بدھ ازم، ہندوازم، اسلام، یہودیت اور سکھ ازم کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اسلامی اقدار کے منافی تعلیمات دی جا رہی ہیں۔اسی کتاب کے حصہ (B) میں ایک باب استقاط حمل کے حوالے سے دیا گیا ہے اور اسے ایک سوالیہ جملے میں پیش کیا گیا ہے کہ Is abortion right or wrong? پاکستانی معاشرے میں یہ انتہائی اخلاق سوز اور بچوں کے اذہان میں طوفان پیدا کرنے کے مترادف ہے۔مزید برآں ساتویں جماعت کی ایک دوسری کتاب Check Point Science(New edition-2012) کے صفحہ نمبر 70 پر Sexual Intercourse کے نام سے ایک سبق شامل ہے جس میں انتہائی نازیبا اور گھٹیا طریقے سے خاتون و مرد کے جسمانی تعلقات کی ترجمانی کی گئی ہے۔پرائیویٹ سکول اس وقت بے لگام گھوڑوں کی طرح ہیں وہ اپنا نصاب خود ترتیب دے رہے ہیں یا کسی بیرون ممالک کے خصوصی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے چھوٹے بچوں کے نصاب پر حملہ آور ہیں۔اس ساری صورتحال میں حکومت اور اس کے دیگر ادارے خواب خرگوش میں مگن ہیں۔انہیں نہ صرف اپنی قوم بلکہ آنے والی نسل کا بھی خیال نہیں ہے۔اس ساری صورتحال سے ہر ذی شعور شہری جس کے علم میں یہ بات آ رہی ہے وہ اضطراب اور بے چینی کا شکار ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اذانِ ظہر)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ افتخار احمد ساکن نارنگ منڈی محلہ مسلم پارک مرید کے روڈ فیروز والا ضلع شیخوپورہ نے ایک writ نمبری 2494/13 عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں دائر کی ہوئی ہے۔اس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں آیا۔ On the other hand جب یہ بات ہماری حکومت کے notice میں آئی تو ڈی سی او اور ضلعی حکومت نے اس قسم کی ساری کتابیں ضبط کر لی ہیں۔باقاعدہ دورہ کر کے تمام طالب علموں اور سکولوں سے یہ کتابیں اُٹھوا لی گئی ہیں۔چونکہ ابھی تک یہ معاملہ عدالت میں subjudice ہے اس لئے عدالت کی طرف سے کوئی فیصلہ آنے کے بعد ہی اس کا تفصیلی جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 737 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے کوارٹروں کو ترکی کمپنی کو فروخت کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کی رہائش گاہیں واقع وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کو ترکی کی کمپنی کو فروخت کر چکی ہے۔ یہ کمپنی وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں چار سے پانچ منزلہ فلیٹ بنا کر وہاں ملازمین کو شفٹ کرنے کے بعد سنگل سٹوری کے تمام گھروں کو ختم کر کے پلازے، مارکیٹیں، شاپنگ مال اور دیگر کاروباری ادارے بنائے گی اور اس منصوبہ کو دو سے تین سال میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ واضح رہے کہ اس وقت وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور میں ساڑھے چار ہزار سے زائد گھروں میں ہزاروں ملازمین رہتے ہیں وہاں ان کے بچے خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں، وہ اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لئے انہیں تعلیم دلوا رہے ہیں اور اب حکومت ان کی خوشحال زندگی کو دنیا میں ہی جہنم بنانے پر تُلی ہوئی ہے۔ فلیٹ میں عام حالات میں رہنا دوبھر ہو جاتا ہے اور جب لوڈشیڈنگ ہوتی ہے تو وہاں سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جن سرکاری ملازمین کو کھلے گھروں میں رہنے کی عادت ہو چکی ہوتی ہے ان کے لئے فلیٹ میں رہنا واقعی مشکل ہوتا ہے۔ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنا ایک عام آدمی کے لئے بے حد مشکل ہوتا ہے اور جب سرکاری ملازمین کے بوڑھے والدین، بیمار، دل کے مریض، شوگر کے مریض، جوڑوں کے درد کے مریض اور دیگر امراض میں مبتلا ملازمین اور ان کے بیوی و بچوں کے لئے بھی چڑھنا نہ صرف دشوار ہوگا بلکہ ان کی زندگی کے لئے بھی خطرات پیدا ہوں گے جو بعض اوقات جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ پاکستان ہے۔ یہ پاکستانی آزاد قوم ہے جو کہ آزادانہ ماحول، تروتازہ ہوا اور کھلے ماحول میں رہنے کی عادی ہے۔ یہ ترکی نہیں ہے کہ ان کو مرغی خانوں جیسے ڈربوں میں رکھا جائے۔ حکومت اپنی مرضی سے ملازمین کو زندگی گزارنے پر مجبور نہ کرے اور انہیں اپنا ذاتی غلام نہ سمجھے۔ انہیں آئین پاکستان کے آرٹیکل 15,16,17,18,19 اور 25 کے مطابق زندگی گزارنے کا آئینی حق دیا جائے اور ان کی آزادی کو سلب نہ کیا جائے۔ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کو 1928 میں انگریزوں نے ایک ماسٹر پلان کے مطابق قائم کیا، اس کے نقشہ میں کسی قسم کی تبدیلی کی جا سکتی اور نہ ہی اس کالونی کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ جب وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے سرکاری ملازمین نے اپنے زیر استعمال گھروں کو مالکانہ حقوق

پر دینے کے لئے (جیسا کہ ماضی میں حکومت نے سوڈیوال اور رحمان پورہ کوارٹرز مالکانہ حقوق پر دیئے تھے) حکومت سے استدعا کی تو حکومت نے یہ کہہ کر ملازمین کو ٹرخا دیا تھا کہ یہ ماسٹر پلان کے مطابق بنائے گئے ہیں اس لئے ان کالونیوں کے گھروں کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کے نقشہ میں کسی قسم کی تبدیلی کی جاسکتی ہے۔اب حکومت کیوں کر ان کالونیوں کو ترکی کی کمپنی کے ہاتھوں فروخت کر کے وہاں فلیٹ، پلازے، شاپنگ مال، مارکیٹیں بنا رہی ہے؟ اگر حکومت نے ایسا ہی کرنا تھا تو پھر ان ملازمین کو ہی مالکانہ حقوق پر دے دیئے جائیں جو کئی سالوں سے مالکانہ حقوق کے لئے حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ ان ملازمین کو سر چھپانے کے لئے چھت مل سکے۔حکومت غریب ملازمین کے نام پر مختلف رہائشی سکیمیں بناتی ہے لیکن ان سکیموں میں کسی سرکاری ملازم کو گھر نہیں ملتا۔ان سکیموں میں بندر بانٹ کر کے اپنے متوالوں کو گھر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں اور بے چارے ملازمین منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔کالونیوں کے مکینوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کو فروخت کرنے کے معاہدہ کو فوری طور پر ختم کرے اور گراؤنڈز، چھوٹے پارکوں میں کسی قسم کے کوئی فلیٹ نہ بنائے۔متذکرہ صورتحال سے وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے ہزاروں مکینوں میں حکومت کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے کہا ہے کہ عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے تو شاید ان میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہو۔یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔میں اس تحریک کا جواب بھی تفصیلاً دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ Estate Office, S&GAD نے وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کو کسی بھی صورت میں تُرکی کی کمپنی کو فروخت کیا ہے، Estate Office میں اس طرح کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور نہ ہی Estate Office, S&GAD کے مطابق ایسا کوئی memorandum کسی غیر ملکی کمپنی کے ساتھ دستخط کیا گیا ہے۔جہاں تک وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے گھروں کو مالکانہ حقوق پر دینے کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ دو کالونیاں گریڈ۔1 سے گریڈ۔16 تک کے ملازمین کی رہائشی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور مالکانہ حقوق

دینے سے Estate Office, S&GAD حکومتِ پنجاب اور سرکاری ملازمین ایسی سہولیات سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ سرکاری رہائش گاہیں ملازمین کے ریٹائر ہونے کی تاریخ تک یا اُن کا لاہور سے تبادلہ ہونے کی صورت میں لاہور میں تعینات دوسرے ملازمین کو الاٹ کر دی جاتی ہیں لہذا ان دو سرکاری رہائشی کالونیوں کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی کوئی تجویز Estate Office, S&GAD میں زیرِ غور ہے نہ ہی ان کالونیوں کو کسی غیر ملکی کمپنی کے ہاتھ فروخت کرنے کی کوئی تجویز زیرِ غور ہے۔ بہت شکریہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسی تحریک سے متعلق عرض کرنا چاہوں گا کہ وحدت کالونی کے اندر دو تین کچی آبادیاں ہیں وہاں مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں۔ وہاں سینکڑوں لوگ قابض ہیں اُنہیں رجسٹریاں مل گئی ہیں اور انہوں نے وہاں پر اپنے گھر بنائے ہوئے ہیں تو یہ سرکاری ملازم جو اپنی ساری زندگی سرکار کے نام کرتا ہے اور حکومت اپنے شہریوں کو facilitate کرنے کے لئے مختلف سکیمیں بناتی ہے اور وہاں کے الاٹی یہ گھر فری نہیں مانگ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی قیمت دینے کو تیار ہیں۔ اگر وہاں پر کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں تو وحدت کالونی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے میں کیا امر مانع ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو وہاں سے بے شمار فنڈز ملیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ چکا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میری تحریک کا جو جواب دیا ہے میں اُس سے agree کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ چوبرجی کوارٹرز جہاں سے dual carriage way نکالی جا رہی ہے وہاں پر کچی آبادی کا ایک پورشن تھا۔ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے اندر گراونڈ میں فلیٹ بنائے جا رہے ہیں۔ کیا ماسٹر پلان کے مطابق کسی بھی گراونڈ کے اندر فلیٹ بنا کر دوسروں کو دیئے جا سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کے اندر بحث نہیں ہو سکتی اور اس کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ وزیر موصوف نے detailed جواب دے دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے میں وہ بھی accept کر لوں؟ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں سے چوبرجی کوارٹرز کا پانچ منٹ کا فاصلہ نہیں ہے آپ کسی متعلقہ سیکرٹری یا کسی متعلقہ بندے کی وہاں پر ڈیوٹی لگا کر پتا کرا لیں اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں اور

میں on the floor of the House اُس بات پر sorry کروں گا۔ اگر میری بات ٹھیک ہے تو پھر منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اُس پر غور کر لیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ کیا ماسٹر پلان پر تبدیلی کی جا سکتی ہے، وہاں پر موقع پر گراؤنڈ کے اندر فلیٹ بنائے جا رہے ہیں تو میں یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ کیوں بن رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک پر according to rules بحث تو نہیں ہو سکتی۔ (3)85 & 81-Sections کے مطابق تو یہ ہو گا کہ اگر کوئی ایسی بحث کرنی ہوتی ہے تو پھر ایوان کی رائے لیں گے اور پھر آپ کارروائی suspend کریں گے۔ اُس کے بعد دس منٹ محرک کو دیں گے اور پھر دو گھنٹے عام بحث ہو گی لیکن ان کا particularly question تھا کہ ترکی کی کمپنی کو ٹھیکہ دے دیا، عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے اور یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا۔ میں نے اس کا detailed جواب دیا ہے اور on the floor of the House جو جواب دیا جا رہا ہے میرا خیال ہے کہ میاں صاحب کو وہ جواب تسلیم کرنا چاہئے اور اگر کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو پھر ان کی تحریک استحقاق بن جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وزیر موصوف تو کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کا کوئی منصوبہ ہی نہیں ہے اور ترکی کی کسی کمپنی کو الاٹ ہی نہیں کیا گیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب کو own کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ اگلی بات یہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر گراؤنڈ کے اندر جو فلیٹ بنائے جا رہے ہیں وہ ذرا دیکھ لیں اور پھر اُس کے مطابق جواب دیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اُس کے لئے پھر آپ نئی تحریک لے کر آ جائیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 (Bill No.18 of 2013)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں اب سرکاری کارروائی شروع کر چکا ہوں آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ سرکاری کارروائی کے بعد اگر آپ کوئی point of order لینا چاہیں گے تو میں آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا تھا تو اگر آپ مجھے point of order پر بولنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میں walkout کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد صدیق خان احتجاجاً walkout کر گئے)

مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013. Minister for Law may move the motion for suspension of the rules.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

The motion moved and the question is:

"That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan

Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ بل کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ حق ہے جو آئین کا آرٹیکل 19-A کے تحت مملکت خداداد پاکستان کے عوام کو دیتا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ موجودہ اسمبلی اور موجودہ حکمران جماعت نام کے ہی سہی لیکن The Punjab Transparency and Right to Information Bill اس ایوان میں پیش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز ممبر واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ اس بل کے بعد دوسرا ایک اور بل بھی ہے اس سے پہلے میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر لازمی دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ آپ کا روّیہ اپوزیشن کے ساتھ درست نہیں ہے۔ آج دوسرا دن ہے کہ ہم یہ برداشت کر رہے ہیں اور ہمیں افسوس ہے۔ ہمارے بے شمار لوگ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں اجازت نہیں دیتے۔ آپ نے آئین کے تحت oath لیا ہے اس کی رو سے بڑا واضح ہے کہ جب آپ سپیکر منتخب ہو گئے ہیں تو آپ bias نہیں ہوں گے۔ آپ سپیکر منتخب ہو گئے ہیں تو صرف حکومتی بنچوں کے Custodian نہیں ہیں بلکہ اس پورے ایوان کے Custodian ہیں۔ اگر ہمارے لوگوں کی اسی طرح سے دل آزاری جاری رہی تو مناسب نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل بھی ہم نے ایک بات کرنی چاہی تو آپ نے snub کیا، پرسوں بھی بات کرنی چاہی آپ نے اجازت نہیں دی اور آج بھی ہمارے دو تین لوگوں نے یہاں پر بات کرنی چاہی تو آپ نے انہیں بُرے طریقے سے snub کیا۔ یہ روّیہ درست نہیں ہے۔ آپ کے لئے پورا ایوان برابر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ مجھے جس وقت صحیح لگتا ہے تو میں پوائنٹ آف آرڈر کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس بل کے بعد انہیں بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ میں ابھی بھی اس بات پر قائم ہوں۔ اس بل کے بعد میں ان کو اجازت دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس اجلاس میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہماری ایک بہن جو حکومتی بنچوں سے ہیں آپ کے روّیے کے خلاف واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کی بات کا جواب بھی دیا تھا۔ میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے مہربانی کر کے مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ میں announce کر چکا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آئین کے تحت آپ unbiased ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس کے بعد موقع دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم اس انداز سے ایوان کو چلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اگر کوئی فرد کھل کر بات کرنا چاہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے۔ میں ایوان کو رولز کے مطابق چلا رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس کے بعد انہیں پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے ہمیشہ ہر معاملے میں رولز کا بڑا لحاظ رکھا ہے اور رولز کے مطابق سپیکر کا conduct ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اس بات پر اتنے رنجیدہ ہیں کہ ان کے ایک ممبر کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت بل کی consideration سے پہلے ملنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے request کروں گا کہ وہ بجائے اس معاملہ کو controversy میں لے جائیں، وہ آپ سے اس بات کا تقاضا کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اتنا ہی ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ اس بل سے پہلے ہی اس پر بات کرنی بہت ضروری ہے تو وہ بات کر لیں۔ اس کا جو بھی جواب ہماری طرف سے بنتا ہوگا، وہ بھی ان کو دے دیں گے۔ قائد حزب اختلاف اپنی بات کریں اور اس بحث اور controversy کو مزید بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ بات کریں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بہت ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے تو پھر میں بھی آپ سے یہ request کروں گا کہ آپ اس بات کو allow کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کی بات کا بھی جواب دیا ہے کہ اس بل کے بعد میں جناب صدیق خان صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا تو وہ اپنی بات کر لیں گے لیکن وہ واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ میاں محمد اسلم صاحب! آپ جناب صدیق خان صاحب کو منا کر ایوان میں لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ایوان کو smooth چلائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پوری کوشش کرتا ہوں اور میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں وہ چاہے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں یا اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ نے محترمہ کی جو بات کی ہے تو میں نے

ان کی بات کا برابر ایک جواب دیا تھا کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے لاء منسٹر صاحب بھی ممبر ہیں اور سپیکر صاحب اس معاملہ کو دیکھ رہے ہیں۔آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات کر لیں۔اگر اس کے بعد بھی کوئی شوقیہ واک آؤٹ کرنا چاہتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!کوئی بھی شوقیہ واک آؤٹ نہیں کرتا۔ایوان کے اندر مجموعی اور عمومی perception بن رہی ہے، خاص طور پر تمام اپوزیشن ممبران یہ سمجھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں، نہیں۔اگر میں بات کر رہا تھا تو میری بات کرنے کے دوران رولز کے مطابق ان کا بولنا بنتا بھی نہیں تھا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!آئندہ ہم سارے کوشش کریں گے اور cooperate کریں گے جیسے پہلے کرتے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میرے لئے دونوں اطراف کے لوگ برابر ہیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!لوگوں کے اندر جو غلط perception ہے اسے آپ ختم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ یہ غلط perception ہے اس کو وہ ویسے ہی ختم کر لیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف جناب محمد صدیق خان واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئے)

Welcome صدیق خان صاحب!آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہم تمام لوگ اپنے اپنے حلقوں سے یہاں پر آتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے میاں صاحب اور صدیق خان صاحب کو رولز کا بتایا ہے لیکن اگر صدیق خان صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا اس بل کے حوالے سے بل سے پہلے کوئی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے تو آپ بے شک اس پر بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہم اپوزیشن کے جتنے بھی ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں۔میں صرف مختصر سی بات کر کے اپنی بات کو سمیٹوں گا۔ہم اپنے اپنے حلقوں سے آتے ہیں اور ایک عرصہ کے بعد اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے۔ہماری خواہش ہوتی ہے کہ public matters آپ کے

سامنے رکھیں اور ہم اپنے ذاتی مسئلے یہاں بیان نہیں کرتے۔ یہاں منسٹرز اور حکومتی مشینری موجود ہوتی ہے۔ ہم ان کے سامنے مسئلہ رکھتے ہیں اگر وہ اس وقت اسے حل کر سکتے ہیں تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ حلقہ کے عوام کا کوئی نہ کوئی مسئلہ حل ہو جائے۔ ہم جس دن ذاتی مسئلہ اس ایوان میں بیان کریں گے تو بے شک اس دن ہمیں آپ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہ دیجئے گا لیکن جب ہم لوگوں کی بات کریں گے تو please بات کرنے دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھے بھی یہ ایوان رولز کے مطابق چلانا ہے۔ آپ رولز پڑھ لیں۔ بہر حال صدیق خان صاحب! آپ اپنی بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا رولز کے اندر پوائنٹ آف آرڈر کی provision نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! بالکل ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر ہے تو آپ اجازت کیوں نہیں دیتے، ہم کتنی بات کرتے ہیں؟ یہاں پانچ پانچ مہینے اجلاس نہیں ہوتا۔ ہم نے آکر بات کرنی ہوتی ہے کہ چلیں حکومتی ایوان تک یہ بات پہنچا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ جی، صدیق خان صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا ہم روزہ رکھ کر آیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ بہر حال مجھے رولز کے مطابق چلنے دیا کریں۔ جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس لئے ضروری تھا کہ ایک بہت اہم بل The Punjab Transparency and Right to Information Bill آنا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اس کے لئے اس ایوان کا ایسا ماحول بنایا جائے جس میں detailed discussion ہونی چاہئے۔ اس سے قبل لوکل گورنمنٹ کے بل آئے تو اس میں اپوزیشن کو وہ موقع فراہم نہیں کیا گیا جو آئین کے شیڈول 3 کے تحت آپ کا جو role بنتا تھا صفحہ 199 میں اس کے مطابق اپوزیشن کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا گیا۔ اس حوالے سے میں نے سرکاری بل آنے سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر آپ سے مانگا تھا اور بالخصوص جس وقت وقفہ سوالات چل رہا تھا تو آپ کا role as Custodian of this

House totally impartial ہونا چاہیئے تھا۔ تین سوالات مفاد عامہ کے حوالے سے حکومتی بنچوں سے بھی اٹھائے گئے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی اٹھائے گئے ان کو گورنمنٹ نے defend کرنا تھا جن کو آپ نے defend کیا۔

جناب سپیکر! اس ایوان کو چلانے میں آپ کا بہت کلیدی role ہے۔ اس حوالے سے میں hurt ہوا کہ جو آئین کا شیڈول 3 ہے This is very very sacred document جب تک اس آئین کی عملداری نہیں ہوگی اس وقت تک اس ملک کے کسی نظام میں بھی بہتری نہیں لائی جا سکتی۔ اس ایوان کی معزز خاتون ممبر جن کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے انہوں نے point raise کیا کہ جو اس ایوان کے ممبران ہیں اُن کو proper رہائش نہیں دی جا رہی۔ اس کا جواب حکومت کی طرف سے آنا چاہیئے تھا لیکن آپ نے اس کا جواب دے کر اُن کو باہر بھیج دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! حکومت کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ اسمبلی کی buildings ہیں۔ سپیکر صاحب ممبران کو کمرے الاٹ کرتے ہیں اور یہ اسمبلی کی property ہے۔ حکومت نے اس پر جواب نہیں دینا تھا بلکہ Chair نے ہی دینا تھا جس کا میں نے اُن کو جواب دیا ہے اور آپ اپنے knowledge میں اضافہ کر لیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! کل وزیر جیل خانہ جات جواب دے رہے تھے تو ایک معزز ممبر نے Quranic Verses کو refer کیا۔ دیکھیں، اگر آپ آئین پاکستان کا مطالعہ کریں تو قرار دادِ مقاصد is the Preamble of the Constitution قرار دادِ مقاصد کیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں ایک ایسا خطہ زمین چاہیئے جس میں ہم ایک اسلامی معاشرہ قائم کر سکیں، یہ اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لئے کون سے اصول ہوں گے تو شوریٰ اس کی قانون سازی کرے گی، وہ کس طرح قانون سازی کرے گی جس طرح قرآن کریم ہمارا code of life ہے تو اس کی spirit میں کرے گی اور اس کو guide کون کرے گی وہ اسلامی نظریاتی کونسل کرے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری اپوزیشن لیڈر سے یہ گزارش ہے کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیایہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہورہی ہے؟

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میں اس کاbackgroundبتارہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر:صدیق خان صاحب!کل انہوں نے قرآن شریف کی آیت کی جو تلاوت کی وہ میں نے سنی تھی۔بات یہ ہے کہ سزایا جزااللہ کے اختیار میں ہوتی ہے۔یہاں توRulesبنے ہوئے ہیں جن کا عدلیہ فیصلہ کرتی ہے۔مجھے بتائیں کہ عدالت ایک فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کو جیل میں اس سزا کے طور پر بھیجا جارہاہے تو جیل ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ اس عورت کو باہر بھیجیں یا کچھ کریں۔انہوں نے تو عدالتوں کے فیصلے پر عمل کرنا ہے۔اگر میں غلط ہوں تو آپ میری تصحیح کردیں کہ میں غلط کہہ رہاہوں۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!حکومتی بنچوں سے شیخ صاحب نے یہpoint raiseکیا کہ اس میں قانون سازیrequiredہے تو اس حوالے سے معزز ایوان کا یہ استحقاق ہے۔بجائے اس کے کہ آپ جواب دیتے کہ اس کا عدالت فیصلہ کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے جواب دیا ہے کہ اگر قانون سازی کرنی ہے تو آپ اس پر قانون کے مطابق کوئی قرارداد لے کر آئیں جس کے مطابق ہم اس کو یہاں پرtake upکریں گے۔

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!اس پر میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ جتنےBillsآرہے ہیں جیسے لوکل گورنمنٹ کا ترمیمی بل2013آیا ہے اس پر بھی اپوزیشن کوproperموقع نہیں دیا گیا۔اب یہ جوBillآرہاہے this is highly important Bill لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:صدیق خان صاحب!میرے پاس یہ بیس پچیس ممبران کے نام ہیں۔جتنی دیر یہ بیس پچیس لوگ یہاں بات کریں گے میں ایوان کا ٹائم بڑھاتا جاؤں گا اور جب آپ تھک جائیں گے اس کے بعد میں گورنمنٹ سے جواب لوں گا۔مجھے بتائیں کہ اس میں ایسی کیا بات ہے؟باقی اگر موقع نہیں دیا گیا تو لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ اُن سے علیحدہ بیٹھ کر بات کرلیں۔مجھے توRulesکے مطابق ایوان چلانے دیں۔امید ہے کہ اپوزیشن لیڈر بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب! اب آپ بتائیں کہ میں Rules کے مطابق ایوان چلاؤں یا پوائنٹ آف آرڈر پر آ جاؤں کیونکہ اس وقت عباسی صاحب کی speech چل رہی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کا ماحول تھوڑا سا tense ہو گیا ہے اس لئے میں ماحول میں تبدیلی کر کے ذرا موضوع کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ خود بھی کسان ہیں اور یہ ایوان بھی کسانوں کا ایک representative ایوان ہے کہ اکثر جو یہاں پر ممبران آتے ہیں وہ village background کے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ کسانوں کی کم و بیش تمام تنظیمیں جن میں کسان بورڈ پاکستان ایک ملک گیر تنظیم ہے اس کے سمیت دوسری تنظیموں نے بھی کل پورے ملک کے اندر تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹروں میں اس بات کے اوپر مظاہرے کئے ہیں کہ ہر مہینے پٹرول ڈیزل کی قیمت بڑھتی ہے اور بجلی کا tariff بڑھتا ہے جس سے کسانوں کی input میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب حالیہ کرشنگ سیزن کا آغاز ہوا ہے تو کین کمشنر نے جو سابقاً 170 روپے فی من ریٹ تھا اسی حساب سے notification جاری کر دیا ہے۔ یہ ناانصافی ہے کیونکہ جب ہر مہینے بجلی کا tariff بھی بڑھتا ہے اور پٹرول ڈیزل کا ریٹ بھی بڑھتا ہے جس کے نتیجہ میں کسان کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ کسانوں نے جو مطالبہ اٹھایا ہے، اس سے پہلے کہ violence شروع ہو جائے گورنمنٹ کو اس کا notice لینا چاہئے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ 170 روپے فی من گنے کے ریٹ کو بڑھا کر 230 روپے کیا جائے۔ اب ٹائم ہے اس لئے گورنمنٹ کو اچھی طرح سوچنا سمجھنا چاہئے کیونکہ کوئی بھی شوگر مل نقصان میں نہیں ہے۔ میں نے بہت ہی مثبت تجویز اس حوالے سے دی ہے لہذا گورنمنٹ کو اس کا notice لینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات سن لی گئی ہے لیکن اس پر اگر آپ کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں تو اس پر ایوان کی sense لے لی جائے گی۔ جی، عباسی صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے بھی یہی point raise کرنا تھا کہ اگر یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے تو ڈاکٹر صاحب اس پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں اور جب یہ آپ کے پاس آئے تو اسے out of turn لے لیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! مجھے پتا ہے کہ آپ نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات پر bound ہیں۔ ایک تو لاء منسٹر صاحب نے rightly point out کر دیا کہ سپیکر کا conduct یہاں زیر بحث نہیں آتا and this is violation of the rules of procedure لیکن پوائنٹ آف آرڈر وہ ہوتا ہے جو conduct of the House ہو رہا ہوتا ہے یعنی جو business اس وقت چل رہا ہو اس کے procedure کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے لیکن اہمیت عامہ کی کسی بات پر نہیں ہو سکتا۔ Chair کے پاس turn down کرنے کا اختیار ہے جو بڑا clearly لکھا ہوا ہے and this is not a point of privilege کہ کسی کا استحقاق مجروح ہو جائے۔ آپ اس کو turn down کر سکتے ہیں تو procedure should carry on

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے ترامیم move کی ہیں کہ اس Bill کو عوام کی information کے لئے بھیجا جائے کیونکہ یہ بڑا اہم Bill ہے۔ یہ واحد Bill ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں directly عوام کا فائدہ ہے اور یہ عوام سے ہی concern ہے۔ جیسا کہ یہ Bill نام سے ظاہر ہے لیکن اس کے اندر جو لکھا ہوا ہے میں اس کی بات نہیں کر رہا کیونکہ وہ اس نام سے مکمل طور پر متصادم ہے لیکن Bill کے نام کی حد تک پبلک کو معلومات کا حق دینا ضروری ہے۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس Bill کے معنی اور spirit یہی ہے کہ حکومتی معاملات، حکومتی پالیسیوں اور بیوروکریسی کا عوام کے ساتھ روّیے کو شفاف بنایا جائے۔ اس کے علاوہ حکومتی معاملات تک عوام کی رسائی ہو تاکہ وہ جان سکیں کہ اُن کے پیسے سے چلنی والی حکومت، اُن کے پیسوں سے تنخواہیں لینی والی بیوروکریسی اور سرکاری ملازمین کیا کر رہے ہیں یعنی جتنے بھی کام انتظامیہ یا

ضلعی انتظامیہ کرتی ہے اُن کی معلومات تک عام آدمی کی رسائی ہو، اس Bill کے نام کی حد تک اس کا یہی معنی ہے لیکن اندر کے معاملات اتنے پیچیدہ بنا دیئے گئے ہیں کہ Right of Information Commission کا جو فیصلہ کریں گے وہ کون لوگ ہونے چاہئیں؟ آیا اگر حکومت ہونی چاہئے تو پھر تو اس کمیشن کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ تمام انتظامی افسران حکومت کے اپنے ہیں اور انہی کو ہی لگانا ہے تو پھر اس Right of Information Bill کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ آیا یہ صرف ایک خانہ پُری ہے اور یہ Bill آئین کے آرٹیکل 19 کی منشاء کسی طرح بھی پوری نہیں کرتا۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ تمام معاملات کا پتا ہونا چاہئے کہ جو کمیشن بننا ہے وہ کس نے بنانا ہے اور کمیشن میں جو لوگ appoint کرنے ہیں اُن کی قابلیت کیا ہونی چاہئے؟ اس میں جج بننے کی اہلیت ہی سخت اعتراض والی بات ہے یعنی جج بننے کی اہلیت رکھنے والے جو لوگ ہیں اس میں controversy آئے گی اور آپ انہی لوگوں کو لگائیں گے جو آپ کے اپنے ہیں جن پر آپ کا اعتماد ہے۔ اس کے بعد نیچے جب ضلعی سطح پر Right of Information کا کمشنر تعینات ہو جائے گا تو اس کا جوابدہ کون ہو گا کہ اگر وہ چھٹی پر ہے یا available نہیں ہے؟ جیسے ہماری بیوروکریسی کبھی بھی عوام کے لئے نہیں رہتی کیونکہ ان کے دروازوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں دس دس رکاوٹیں دُور کرنی پڑتی ہیں اور GOR کے چار پانچ ایکڑ کے بنگلوں میں رہنے والوں کو کیا پتا کہ عام آدمی کے معاملات یا حالات کیا ہیں؟ وہاں سے بیوروکریسی کو نکال کر عوام کو رکھا جائے تو پھر اُن کو پتا چلے کہ عوام کن حالات میں رہ رہے ہیں؟ عوام تک اُن کی رسائی آسان کر دی جائے کیونکہ ہمیں اُن کے PA تک پہنچنے میں ہی مشکل ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو عوام کے پاس بھیجا جائے۔ کوئی لمبے عرصے کے لئے ہم نہیں کہہ رہے بلکہ 31۔دسمبر تک عوام کی opinion لے لی جائے۔ اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب آپ کمشنر تعینات کر دیں تو اس کی عدم موجودگی میں کون ذمہ دار ہو گا یعنی وہ چھٹی پر چلا جائے یا وہ بیمار ہو جائے یا وہ نہ ہو اور وہ نہ ملنا چاہے تو پھر اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اگر انفارمیشن کمشنر وہاں نہیں ہے تو اس کی direct responsibility ہو اور اس کی سزا اور جزا ہو۔ اگر آپ کو صحیح انفارمیشن نہیں دی جاتی تو اس کے بعد آپ کے پاس کیا اختیارات ہیں اور پھر وہی اپیلوں میں جائیں گے یا عدالتوں میں جائیں تو اس کا کیا procedure ہو گا؟ اس میں بہت سارے معاملات clear نہیں ہیں اور مبہم ہیں۔ میری اس ایوان سے درخواست ہے کہ اس بل کو اگر عوام کے پاس بھیج دیا جائے تو اس میں کوئی بُری بات اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ملک کے اصل مالک عوام ہی ہیں اور انہی کے پیسوں سے یہ ملک چل رہا ہے

اور ان کا یہ حق ہے کہ وہ اس بل کو پڑھیں اور پڑھ کر اپنی opinion دیں۔ اس میں مزید انفارمیشن کی ضرورت ہے تو عوام کی طرف سے opinion آنی چاہئے۔ ہم نے خیبر پختونخواہ میں بڑا comprehensive Bill دیا ہے جو کہ منظور ہو چکا ہے اور اس بل میں جو چیزیں دی گئی ہیں یہ اس بل کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ آپ اس بل کی کاپی کر سکتے ہیں اور وہاں سے انفارمیشن لے سکتے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ بات کر رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: میں نے ان کی بات کے اوپر بات کرنی ہے کیونکہ یہ توہین کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بات نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کوئی اتنی ایمر جنسی نہیں ہے اور 62 سال تک ہم اس بل کے بغیر بھی زندہ رہے ہیں اس لئے اگر ایک اور ماہ کے لئے عوام کے پاس اس بل کو بھیج دیا جائے اور اگلے سیشن میں ہم اس بل پر عوام کی طرف سے opinion آنے کے بعد اسے discuss کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ پھر توہین کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مہربانی کریں۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہاں بیٹھے ہوئے لوگ عوام کے نمائندے ہیں لیکن عوام کے مختلف طبقات کے پاس جب یہ بل جائے گا کیونکہ دس کروڑ لوگ پنجاب میں بستے ہیں جبکہ ان دس کروڑ میں سے ہم یہاں پر 371 ممبران بیٹھے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں لیکن جو انفارمیشن عوام کے ذریعے ہمیں مل سکتی ہے، کیونکہ جنہیں اصل مسائل درپیش ہیں، جنہیں روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہے وہ سارے تو یہاں پر نہیں بیٹھے ہوئے۔ ہمارے ذریعے ان تک جو بات پہنچتی ہے اس پر کتنی توجہ دی جاتی ہے یا اس پر کتنا عملدرآمد ہوتا ہے اس کا بھی سب کو پتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کی معلومات کے لئے اور انفارمیشن کے لئے مشتہر کیا جائے اور عوام کے پاس بھیجا جائے۔ جب آئندہ اجلاس تک پورے صوبے سے broad level پر عوام کی طرف سے opinion آ جائے تو پھر اس کے مطابق ترامیم کر کے اس بل کو پاس کر سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 جو کہ ایوان میں introduce ہوا پھر ایک سپیشل کمیٹی کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد یہاں پر واپس آیا ہے تو اس حوالے سے میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو قدم اٹھایا گیا ہے یہ قابل تحسین ہے۔ اس کے اندر ایک اچھا پہلو یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہے کہ مختلف محکمہ جات کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ انہوں نے جو اسمبلی بنائی ہے وہ کیا کام کرتی ہے؟ انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں میں سے کچھ نے یہ بات بھی اپنی recommendation میں رکھی ہے کہ پاکستان کے اندر یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ لوگوں کو معلومات نہیں ہوتیں۔ کچھ چیزیں ان کے حق میں ہو سکتی ہیں لیکن ان کی انفارمیشن نہیں ہوتی اس لئے وہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ یہ بل بڑی اہمیت کا حامل ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بات ہم نے کی ہے کہ اسے public opinion کے لئے publish کیا جائے اور عوام اس حوالے سے اپنی رائے دے۔ عوام میں مختلف walks of life کے لوگ ہوتے ہیں، وکلاء ہوتے ہیں جو قانون سازی کو سمجھتے ہیں اور قانون کو عدالتوں میں لے کر چلتے بھی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج 11۔ دسمبر ہے اور 20/15 دن میں کوئی قیامت نہیں آئے گی اور کوئی ایمرجنسی بھی نہیں ہے کہ اس بل کے پاس ہونے کے نتیجے میں پنجاب کی حکومت یا عوام مشکل میں پڑیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ عوام کے پاس جائے گا تو وکلاء اس پر اپنی اپنی opinion دیں گے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وکلاء کو اپنی opinions دینی بھی چاہئیں کیونکہ انہوں نے ہی بعد میں اسے اس حوالے سے deal کرنا ہے۔ ہمارے غریب عوام تو بے چارے ان پڑھ اور دیہاتی ہیں جنہیں معلوم ہی نہیں ہوتا اور نتیجتاً وہ کسی وکیل کو لیتے ہیں جو کہ آگے جا کر معاملات کو عدالتوں میں لے کر جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ public opinion کے لئے illicit کریں گے تو ہم بھی اسے manage کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ وکلاء کی مختلف تنظیموں اور بارز میں باضابطہ اسے ہم اپنے طور پر بھیجیں گے اور ان سے کہیں گے کہ یہ چیز آپ کو بھیج رہے ہیں جس پر 31۔ دسمبر تک آپ اپنی رائے دیں۔ ہم اس سے پہلے رائے منگوا لیں گے اور اسے compile کریں گے کیونکہ اس کے نتیجے میں جو سقم رہ جاتے ہیں وہ بہتر ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ لوکل گورنمنٹ کا بل حکومت نے یہاں introduce کیا جس کے بعد کمیٹی کے سپرد ہوا اور کمیٹی کی بہت ساری meetings ہوئیں جس دوران اس بل کی نوک پلک درست ہوتی رہی اور پھر اس کے بعد وہ بل اس معزز ایوان میں پیش ہوا اور پھر پاس ہو گیا۔ اس کے بعد

کیا ہوا کہ کچھ لوگ اٹھے اور انہوں نے عدالت میں رٹ دائر کر دی جس کے بعد عدالت نے فیصلہ دیا۔ ساری اپوزیشن بھی اس حوالے سے کہہ رہی تھی کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں لیکن گورنمنٹ کا اپنا stance تھا کہ نہیں جی، غیر جماعتی ہونے چاہئیں۔ بل پاس ہو کر ایکٹ بن گیا اور پھر اس کے بعد لوگ اٹھے اور عدالت میں چلے گئے جہاں پر ہائیکورٹ نے اس کی پوری سماعت کے بعد فیصلہ دیا کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے کیونکہ اس کے نتیجے میں جمہوریت کی نرسری جو بلدیاتی ادارے ہیں، کو مضبوط کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد حکومت کو دو تین آرڈیننس جاری کرنے پڑے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا تھا تو subsequently ہمیں اس کے اندر تبدیلیاں کرنا پڑیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دو آرڈیننس ایسے ہیں کہ ہائیکورٹ نے کوئی آرڈر نہیں دیا تھا لیکن حکومت نے اپنے طور پر کچھ چیزوں کو سوچا کہ اس کو اس طرح ہونا چاہئے جس کے نتیجے میں آرڈیننس آ گئے۔ پھر جو بل ایکٹ بنا تھا اس کے تحت ایک بھی انتخاب پنجاب کے اندر نہیں ہوا اور آرڈیننس آ گئے پھر وہ Special Select Committee کے پاس چلے گئے جہاں پھر بحث مباحثہ ہوا اور اس کے بعد یہ ترامیم یہاں پر آئیں جنہیں پاس کر کے اس ایکٹ کا حصہ بنایا گیا۔

جناب سپیکر! یہ ساری تفصیل میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ اس سے بچنے کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ ایک اہمیت عامہ کا بل ہے اور ہر شخص اس سے benefit بھی لے گا اور اس حوالے سے اسے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسے آپ publish کریں گے تو مختلف walks of life کے لوگ اس پر اپنی رائے دیں گے جس سے یہ مزید refine ہو جائے گا۔ ہم اس سیشن میں نہ سہی 31۔دسمبر تک جو بھی انفارمیشن compile ہوئی وہ آ جائے گی۔ اس پر ایک ترمیم بھی آ رہی ہے جس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بھی بنائی جا سکتی ہے ورنہ جو پہلے ہی Select Committee موجود ہے اسی کے پاس اسے دوبارہ refer کیا جا سکتا ہے کہ عوام اور مختلف walks of life کی طرف سے جو opinions آئی ہیں اور جو اچھی تجاویز آئی ہیں، انہیں thrash out کر کے اس کے اندر ڈال دیا جائے۔ اس کے نتیجے میں اس کی زیادہ بہتر position ہو جائے گی اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اگر کوئی ایمرجنسی نہیں ہے تو اسے تھوڑا سا وقت اور دیا جائے تو عوام کی رائے اور ماہرین کی رائے اس کے اندر شامل ہو جائے گی۔ اسی طرح مختلف ممالک میں بھی ایسے ہی قاعدے قوانین موجود ہیں لیکن اسے ابھی اس حوالے سے thrash out نہیں کیا گیا۔ اگر ہم اسے مزید وقت دے دیں گے کہ

جو لوگ قانون سازی کا ادراک رکھتے ہیں وہ اس پر مزید محنت کریں گے کہ دوسرے ممالک میں کیسے ہو رہا ہے۔ وہ بھی چیزیں اچھائی کے حوالے سے آ جائیں گی تو یہ اس حوالے سے ایک بہت comprehensive چیز بن جائے گی اس لئے میری استدعا ہے کہ وزیر قانون اس کی اجازت مرحمت فرما دیں کہ یہ public opinion کے لئے publish کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر کو second کرتا ہوں کہ یہ جو اس حوالے سے Punjab Transparency Right of Information Bill آ رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! اس میں آپ کا نام نہیں ہے اور آپ نے oppose نہیں کیا اس لئے آپ بات نہیں کر سکتے۔ سبطین خان صاحب کا نام ہے اس لئے وہ بات کریں۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو بل ہے جس کے لئے ہم نے یہ تجویز دی کہ 31۔دسمبر 2013 تک عوام میں publish کیا جائے کیونکہ جب یہ publish ہو گا تو یقیناً، اس میں کوئی اختلاف والی بات نہیں ہے کہ ہم سارے elected representatives ہیں، پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر ہزار ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ کچھ طبقے ایسے ہیں جیسے ہمارے intelligent lawyers ہو گئے، trade unions ہو گئیں اور کچھ عرصے سے ایک بہت بڑی کلاس ابھر کر آئی ہے وہ سول سوسائٹی کے لوگ ہیں۔ یہ اتنا اہم بل ہے کہ اس کی definition صرف تین لائنوں کی ہے جو میں آپ کی اجازت سے پڑھ دیتا ہوں۔

> The applicant means a citizen of Pakistan or a legal person registered or incorporated in Pakistan seeking information under this Act and includes a person authorized on behalf of the legal person.

جناب سپیکر! اُدھر سے ایک بہت بڑا قہقہہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کی بات پر نہیں بلکہ کسی اور بات پر آیا ہے۔ میں معزز ممبران سے کہوں گا کہ اگر آپ نے گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انہوں نے جو definition بل میں دی ہے وہ میں نے پڑھ دی ہے۔ اب ہم جو اپنا بار بار point of view دے رہے ہیں کہ اس کو پبلک میں بھیجا جائے کیونکہ اس کا basic concept ہونا ہے public access to information of any Department of Government of Punjab اب جس میں پبلک access ہو گی اگر کوئی شخص کسی ڈیپارٹمنٹ سے کوئی انفارمیشن لینا چاہے گا تو وہ اس کی certified copy بھی لینا چاہے گا اور اس کے sample بھی لینا چاہے گا۔ اگر عوام کو اس سارے process کی سمجھ نہیں ہو گی تو ہم کیوں ان کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ایم پی ایز اور ایم این ایز کے پیچھے ہی بھاگتے رہیں؟ ہمیں یہ چاہئے کہ جب ایک ویب سائٹ بن رہی ہے، جب ہم ایک نیک نیتی کے ساتھ یہ بات بھی کر رہے ہیں کہ عوام کو اس کی access ہو گی تو پھر عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ ان کا کیا right ہے اور کس طرح سے information لینی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنی جلد بازی یا خدانخواستہ what's so hurry یا what's so rush ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ بس یہ جلدی جلدی ہو جائے حالانکہ پنجاب کے حالات بلکہ پاکستان کے حالات بڑے پر سکون ہیں اور جمہوریت بھی مضبوط ہے۔ ہم نے اور آپ سب نے انشاء اللہ تعالیٰ پانچ سال پورا tenure گزارنا ہے۔ اُن کا مدعا بھی یہی ہے اور ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ .betterment of Punjab وہ بھی پنجاب کی بہتری چاہتے ہیں اور ہم بھی پنجاب کی بہتری ہی چاہتے ہیں۔ پھر اس میں اتنی چھوٹی سی بات کو انا یا ضد کا مسئلہ بنانا مناسب نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح سلیکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوتی رہی ہے اس میں انہوں نے جو conclude کیا وہ یہ تھا کہ تیس سال تک ہم وہ information اپنے پاس ثبوت کے طور پر رکھیں گے اور وہ ریکارڈ عوام کو مہیا کیا جائے گا۔ بعد میں پتا چلا کہ without the consent of that Committee جو چیئرمین تھے may be یہ اُن کے اختیارات میں ہو، انہوں نے تیس سال کو بڑھا کر پچاس سال کر دیا۔ اس پر ہمیں اختلاف نہیں ہے بلکہ ہم appreciate کر رہے ہیں کہ عوام کو تیس سال کی بجائے پچاس سال کی information ملے گی۔ پھر اس کمیٹی کا کیا فائدہ رہ گیا جہاں چیئرمین نے اپنی exclusive power استعمال کرتے ہوئے، اگر کوئی ترمیم کرنی ہے یا کوئی فیصلہ کرنا ہے تو Then that Committee is not needed اِن کے پاس majority ہے جو یہ کرنا چاہیں کر لیں۔ میرا بات کرنے کا مدعا صرف یہ ہے کہ اگر ایک کمیٹی بنی ہے اور اس نے کچھ decide کرنا ہے تو At least that Committee should be taken into confidence ہمیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے،

پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے لوکل گورنمنٹ کی انفارمیشن چاہئے یا ہمیں ڈینگی کے بارے میں انفارمیشن چاہئے جس پر حکومت پنجاب بہت کام کر رہی ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں کہ یہ بہت بڑا serious issue تھا الحمد للہ اس پر حکومت کام کر رہی ہے۔ اتنی محنت کے باوجود گو اللہ رحم کرے کہ مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے لیکن ایک چیز نظر تو آ رہی ہے کہ they are working on it. اس میں میری تجویز ہے کہ جب آپ ویب سائٹ جاری کریں تو ان departments کا آپس میں linkage ہونا چاہئے اور آپ linkage ہی نہیں دے رہے ہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس وقت تک حکومت کے کسی ڈیپارٹمنٹ کی right information موجود نہیں ہے۔ ابھی ہمارے لاء منسٹر یہ کہہ دیں گے کہ ابھی یہ بل چونکہ introduce ہو رہا ہے، ہم ان کی نامکمل انفارمیشن کو update کر دیں گے۔ میں صوبہ خیبر پختونخواہ کی بات کروں گا کہ انہوں نے اس طرح کا جو بل دیا ہے ورلڈ بنک نے اس کو پوری دنیا میں تیسرے نمبر پر confirm کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہماری حکومت پنجاب کا جو بل ہے اس کا نمبر 17 ہے۔ ہم خدانخواستہ منفی سوچ میں بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو نمبر 17 سے 5 یا 3 پر لے آئیں اس لئے اس میں تھوڑا بہت مشورہ مزید کیا جائے۔ انٹرنیشنل ادارے بہت باریکی سے monitor کرتے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں بہتری لائی جائے۔ یہ میری تجاویز ہیں اور میں گزارش کروں گا، جس طرح دیسی مثال ہے کہ اس بل کو "بلہ گلہ" میں پاس نہ کیا جائے۔ خدانخواستہ ہمارے پیچھے کوئی پولیس نہیں لگی ہوئی ہے یا ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے اس لئے اس بل کو عوام میں publish کیا جائے اور اس سے feedback لیا جائے۔ بے شک ہماری صوبہ خیبر پختونخواہ میں حکومت ہے لیکن ہم پنجاب سے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے ادارے بھی Universally, Internationally اس standard پر آئیں اور ہم competition میں آئیں۔ ہم ممبران میں یہ proud feelings ہوں کہ جو کچھ ہم نے contribute کیا ہے وہ sufficient کیا ہے اور الحمد للہ گورنمنٹ کا بھی point of view بڑا positive تھا۔ اپوزیشن کی تجویز سمجھ کر اس کو turn down نہیں کیا گیا بلکہ اپوزیشن کی اچھی تجاویز کو حکومت نے بڑی فراخ دلی سے قبول کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گا کہ ہمارا یہ پنجاب اسمبلی کا بڑا قابل احترام اور قابل عزت ایوان ہے اور اس میں سارے ہی بڑے بڑے اچھے لوگ بڑے علاقوں سے ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے آج محسوس کیا ہے کہ اوپر چھت پر دیکھیں کہ ایک شیشہ ٹوٹا ہوا ہے،

شیشے کا رخ بھی دیکھ لیں کہ کس کی طرف ہے؟ یہ شیشہ بالکل رانا صاحب کے اوپر ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی repairing کروائیں کیونکہ اللہ نہ کرے اگر یہ نیچے آ گیا تو یہ loss پنجاب برداشت کرے گا اور نہ ہی ہم برداشت کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کسی اور نے بات کرنی ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب! ہماری واقعی نظر نہیں پڑی تھی، آپ کی شیشے پر نظر پڑی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد ٹھیک کروا دیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، مجھے تو بہت زیادہ وہم ہو رہا تھا کہ شیشے کا رخ خطرناک side پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلدی ٹھیک کرواتے ہیں۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اپنے بڑے بھائی جناب محمد سبطین خان کی بات کو آگے forward کروں گا اور میرے نقطہ نظر میں بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں پر ہمیں reinvent the wheel نہیں کرنا چاہئے۔ جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ یہ already acknowledge ہو چکا ہوا ہے۔۔۔(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! KPK کا transparency ایکٹ اس وقت دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے اگر ہم اس میں سے کچھ لے سکیں تو میرے خیال میں یہ بہتری کے لئے ہو گا کیونکہ ہم عوام کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ دوسرا میں اس پر اس طرح سے بھی elaborate کرنا چاہوں گا کہ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام محکموں کی website ہیں اور وہاں پر انہوں نے already informations رکھی ہوئی ہیں۔ یہ information انگلش اور اردو میں بھی ہیں، statistic، نمبر اور اعداد و شمار بھی ہیں۔ جو ہم کمیشن بنانے جا رہے ہیں اس میں میرا مشورہ اور request یہی ہے کہ ہم جس چیز کو بنانے جا رہے ہیں ہم اس کے اندر یہ دیکھیں کہ آنے والے وقت میں اس کے role سے عوام کو افادیت کیا ملے گی؟ اگر اس کمیشن کا کام یہ ہے کہ بہت ساری انفارمیشن اکٹھی کر کے کسی کے سامنے رکھ دے، بے شک یہ سہولت ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک

unnecessary سہولت ہے کیونکہ اگر کوئی بھی website تک رسائی کر سکتا ہے، وہ اپنے گھر بیٹھ کر بھی access کر لے اور اگر کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے تو وہ متعلقہ دفتر بھی جا سکتا ہے۔ میرا کہنے یا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس کے اندر تھوڑا سا اور addition کرنا چاہئے کہ ہم اس کمیشن کو اس طرح کے اختیارات یا اس طرح کی power دیں کہ ان information کو validate بھی کر سکے۔ جس طرح بات ہو رہی تھی اور میں نے تھوڑے دن پہلے اخبار کے اندر یہ آرٹیکل پڑھا کہ ڈینگی کے مریض under report ہو رہے ہیں کیونکہ پرائیویٹ ہسپتال ان کی رپورٹ ہی نہیں کرتے کیونکہ اگر نمبرز بڑھیں گے تو اس کی وجہ سے حکومتی کارکردگی پر سوالیہ نشان اٹھایا جائے گا۔ اگر access to information ہے تو پھر ہر انسان کا یہ right ہے اس کو ایک صحیح information ملے۔ یعنی نمبرز کم ہیں یا زیادہ ہیں، یہ ڈینگی کی ایک مثال ہے وہ کسی طرح بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں بچوں کی enrollment بھی ہو سکتی ہے، اس کے اندر مریض بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے اندر ٹریفک کے حادثات بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس وقت کمیشن کے پاس یہ اختیارات اس طرح سے ظاہر نہیں ہو رہے، بے شک اُن کے پاس judiciary powers یا civil power ہیں کہ وہ اس کو بلا سکتے ہیں یا اس کو ڈیمانڈ کر سکتے ہیں لیکن کیا وہ انفارمیشن کو validate کر سکتے ہیں، کیا اس کمیشن کا متعلقہ افسر اس محکمے میں بیٹھ کر اس کو چیک کرے؟ ہم نے جو request کی ہے کہ اس کو سپیشل کمیٹی میں بھیجا جائے یا اس کی تشہیر کی جائے یا اس کے اندر اور بہتری کی گنجائش ہے تو اس کو استعمال کیا جائے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill کو مشتہر کروانے کے لئے اپوزیشن کے معزز ممبران نے کافی زور دیا ہے، اس کی اہمیت سے تو شاید کسی معزز ممبر نے انکار نہیں کیا اور واقعی یہ بہت ہی اہمیت کا Bill ہے۔ اس ایکٹ کے جاری ہونے کے بعد جو کہ اس وقت یہ ordinance کی صورت میں practice ہو رہا ہے تو اس سے حکومت کی کارکردگی میں شفافیت آئے گی جس سے اپوزیشن، میڈیا یا سول سوسائٹی کے وہ لوگ جو حکومت کے معاملات میں شفافیت لانے کی جستجو میں رہتے ہیں ان کو اپنے کام بہت ہی بہتر انداز میں سرانجام دینے میں بہت مدد ملے گی۔ جہاں تک وہ اس میں جلد بازی کی بات کر رہے ہیں تو اگست میں باقاعدہ اخبارات میں اس Bill سے متعلق اشتہارات دیئے گئے تھے اور تمام stakeholders سے تجاویز طلب کی گئی تھیں۔ اس میں لوگوں نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہت عمدہ تجاویز دیں پھر اس کی بنیاد

پر ordinance کو تیار کیا گیا، پھر اکتوبر میں ordinance جاری کیا گیا اور ابھی یہ اس وقت law in practice ہے۔ نومبر میں اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا اور اب اگر اس پر legislation میں اور بھی delay کریں تو پھر یہ delay بہت زیادہ ہو جائے گی۔ اس کا اگست سے process شروع ہے اور اب ہم دسمبر میں اس پر بات کر رہے ہیں تو اس میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس پر کوئی جلد بازی سے کام لیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ایوان کی پراپرٹی ہے، ایوان اس کو legislate کر رہا ہے اور یہ کوئی مارشل لاء کا ordinance نہیں ہے۔ ایوان میں کوئی بھی معزز ممبر کسی وقت اس میں کوئی بھی ترمیم Private Members Day پر suggest کر سکتا ہے۔ ایوان always empower ہے کہ اس میں کوئی بھی amendment کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر ایکٹ کا درجہ دیا جانا چاہئے، یہ in practice ہے اور in practice رہے گا۔ اگر ہم اب ordinance کو legislate نہیں کرتے تو پھر یہ Ordinance lapse کر جائے گا اور اس میں پھر ایک vacuum پیدا ہو گا لہذا اس کی continuity رہنی چاہئے اور جب یہ in practice آئے گا تو اس میں یقیناً بہت ساری چیزیں observe ہوں گی کہ یہاں پر further ضرورت ہے کہ اس میں تبدیلی کی جائے گی۔ جب یہ in practice ہو گا تو جو اس میں on ground realities سامنے آئیں گی تو اس میں یقیناً ضرورت پڑے گی کہ بہت ساری جگہوں پر ہمیں اسے further improve کرنا پڑے گا اور یہ سلسلہ اس طرح سے جاری رہے گا۔ اس پر پچھلے تقریباً چار پانچ ماہ سے کافی غور و خوض ہوا ہے لیکن اس کو further اسی process میں دوبارہ ڈالنے سے اس میں بے جا تاخیر ہو گی تو اس لئے میری یہی گزارش ہے کہ یہ جو motion move ہوئی ہے اس کو rule out کیا جائے اور اسے آج ہی under consideration لایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

(The motion was lost.)

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) جی، گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

MR ASIF MEHMOOD: Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 31st December 2013:
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

SHEIKH IJAZ AHMAD: Sir! I also oppose.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ بل جو اس وقت اسمبلی میں آیا ہے بہت اہم ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ جمہوریت کے عمل کو فروغ دینے کے لئے، governance کی improvement کے لئے، کرپشن کنٹرول کرنے کے لئے، گورنمنٹ اور دوسری organizations کی accountability کے لئے اس کی بہت اہمیت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے اس لئے اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس تھوڑا اور ٹائم دینا چاہئے کیونکہ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن پر مزید

غور و فکر کی ضرورت ہے۔ کچھ باتیں تو ظاہر ہیں، جیسا کہ وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ وقت کے ساتھ ہمارے سامنے آئیں گی مگر جو lacunas ہمیں already اس میں نظر آ رہے ہیں اگر ان پر اسی وقت غور و فکر کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ پھر ترامیم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کسی بھی چیز کی affectivity improve کرنے کی key اس کے Constitution میں ہوتی ہے، اس کی powers میں ہوتی ہے اور اس کے selection criteria میں ہوتی ہے جو اس انفارمیشن کمیشن کا selection criteria ہو گا اس کی powers اور constitution ہو گی۔ یہاں پر KPK کی مثال دی جاتی ہے، ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس کمیشن میں تین انفارمیشن کمشنر ہوں گے۔ KPK ایک بہت چھوٹا صوبہ ہے اور اس میں چار کمشنر بھرتی کئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کو بھی اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ کیا ان کمشنر کی تعداد بڑھانی چاہئے کیونکہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے، اس کے ادارے اور اس کے ڈیپارٹمنٹ KPK کے مقابلے میں بہت بڑے ہیں اس کے علاوہ جو اس کی appointments کی جا رہی ہیں اس پر بھی غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس کو ایک غیر جانبدار ادارہ بنائیں۔ اس میں کمشنرز کی appointment گورنمنٹ کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر میں آپ کو KPK کی مثال دوں تو اس میں گورنمنٹ کی طرف سے صرف ایک چیف کمشنر appoint کیا جائے گا اور باقی جو تین ہیں ان میں ایک ریٹائرڈ جج ہو گا جس کو چیف جسٹس پشاور ہائیکورٹ appoint کرے گا، ایک Senior Lawyer ہو گا جس کو بار کونسل appoint کرے گی اور ایک سول سوسائٹی کا representative ہو گا جس کو Human Rights Commission appoint کرے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! محترمہ کو بات کرنے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جب تک یہ بل table نہیں ہو جاتا، یہ اس بل کو Clause wise نہیں پڑھ سکتیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں Clause wise تو نہیں پڑھ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ شیخ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اسی طرح اس کے اندر جو ایک اور کمی محسوس ہو رہی ہے اس پر سلیکٹ کمیٹی کو غور کرنا چاہئے کہ پنجاب کے کمشنرز کی کوئی حیثیت نہیں بتائی جا رہی، ان کے perks and privileges نہیں بتائے جا رہے جبکہ KPK میں اس کو ایک ہائیکورٹ کے جج کا درجہ دیا گیا ہے، یہاں پر بھی اگر اتنی important position دی جا رہی ہے، Right to Information کا کمشنر بنایا جا رہا ہے تو ان کو بھی ہائیکورٹ کے جج کے برابر عہدہ دیا جانا چاہئے۔ اسی طرح ان کی removal کے بارے میں اس بل میں لکھا ہوا ہے کہ misconduct پر ان کا removal کر دیا جائے گا، جبکہ میرے خیال میں poor performance اس کا criteria ہونا چاہئے misconduct تو پھر ان کی اپنی پسند ناپسند پر آ جاتا ہے لہٰذا poor performance اس کا criteria ہونا چاہئے۔ اس بل کے اندر بیوروکریسی کو ایک دفعہ پھر اہمیت دی جا رہی ہے اور اگر بیوروکریسی کسی stage پر کوئی information block کرتی ہے یا کمیشن کے directive کو defy کرتی ہے تو ان کا جو mechanism of panelizing ہے اس کو دوبارہ سے ہی بیوروکریسی کی discretion پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ کس طریقے سے اس معاملے کو handle کرتی ہے؟ ظاہر ہے بیوروکریسی اپنے آپ کو بچانے کے لئے کوئی effective mechanism نہیں کر سکے گی۔ اس میں ایک اور چیز پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کے مطابق جو public information officers ہیں اور جو awareness campaign ہے وہ بھی بیوروکریسی ہی carry out کرے گی، جبکہ یہ معاملہ کمیشن کے حوالے ہونا چاہئے۔ یہ جو پنجاب کا بل ہے اس کے اندر آرٹیکل 19(A) جو کہ Right to Information ہے اس کو implement کرنے کے لئے کمیشن کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ وہ اس میں changes کو recommend کر سکے کیونکہ ظاہری بات ہے کہ یہ ایک نئی چیز introduce ہو رہی ہے اور اس کے لئے departments میں کچھ نہ کچھ changes لانی پڑیں گی جس کے لئے کمیشن کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایک important بات، اس کے اندر بہت بڑی کمی ہے کہ جو لوگ آپ کو information provide کریں گے ان کی security کے لئے جو whistle blowers ہیں ان کی security کے لئے کوئی گارنٹی نہیں دی گئی ہے، جبکہ KPK کے بل میں ان کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے لیکن یہاں پر ایسی کوئی بات نہیں کی گئی۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ جو لوگ whistle blowers ہوں گے ان کی security high risk ہو گی۔ اسی طرح Public Information Officers کے نام، ٹیلیفون نمبر، پوسٹل ایڈریس یا ای میل ایڈریس کی بھی تشہیر کی جانی چاہئے اور عوام کے ساتھ share

کئے جانے چاہئیں۔ اس کا بل میں کوئی ذکر نہیں ہے،پبلک کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ Public Information Officers کون سے ہیں اور انہوں نے کس کو approach کرنا ہے؟ اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ اس کی بھی multiple media کے ذریعے تشہیر کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس میں ایڈوائزری کمیٹی کی بھی بہت کمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بڑا ٹیکنیکل معاملہ ہے اس کے اندر ہمیں experts کی ضرورت ہوگی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کمشنر کے ساتھ ایک ایڈوائزری کمیٹی بھی ہونی چاہئے جو کہ اپنی سفارشات پیش کرے، ان کو مختلف laws میں guide کرے اور technical provide information کرے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بات کرنی ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جی، میں نے بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس بل کی recommendations پر بات کر سکوں۔ Recommendations جو ابھی پڑھی گئی ہیں وہ یہی ہیں۔

That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee.

میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ کیوں اس کی ضرورت ہے کیونکہ یہ جو بل ہم بنا رہے ہیں اس کے نام سے ہی یک دم ذہن میں آتا ہے کہ یہ transparency کیسی ہے اور کیسا Right to Information ہے جس میں گورنمنٹ نے ساری اتھارٹی اپنے پاس ہی رکھ لی ہے؟ وہی باتیں ہوں گی جیسے حکومت چاہے گی، جیسا کہ کلاز نمبر 5(2)A میں ہے

…or is qualified to be…

یہ line delete کر دینی چاہئے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کمشنر کی تعیناتی کے لئے لکھا گیا ہے کہ وہ یا تو کوئی کورٹ کا جج ہوگا یا اس کا اہل ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اہل والی بات کو ختم کر دینا چاہئے اور جسے کمشنر بنایا جائے وہ کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہونا چاہئے اس لئے اس میں …or is qualified to be… ہے کو اس سے منفی کیا جائے۔

Secondly, in the sub-clause (2) (b) "or is" be deleted.

اس ترمیم میں بھی ہم نے تجویز کیا ہے کہ صرف ایسا افسر جو کہ گریڈ21 کا ہو اس کی تعیناتی کی جائے، نہ کہ کسی ایسے افسر کی تعیناتی کی جائے جو اس کا اہل ہو۔ اس چیز کو بھی مدنظر رکھا جائے، اگر تو ہم نے حکومتی لوگوں کو ہی تعینات کرنا ہے تو پھر transparency کیسے ہو گی، لوگوں کو صحیح انفارمیشن کیسے ملے گی کیونکہ اس وقت جو نظام چل رہا ہے اس سے تو ایسے ہی لگتا ہے کہ حکومت بہت سی چیزیں عوام سے چھپاتی ہے۔

In Clause 5 of the Bill, for sub-clause (1), the following be substituted…

اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو حکومت ہے وہ ہی پنجاب انفارمیشن کمیشن کی تعیناتی کرے گی ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے اس کو بھی بڑا transparent ہونا چاہئے اور یہ transparent اسی وقت ہی ہو سکتا ہے اگر اس میں ہم باقی stakeholders کو بھی include کریں اور اس کے علاوہ جو اپوزیشن لیڈر ہے اس کی رائے کو بھی لیا جائے لہذا اس کو ایسے recommend کیا جائے۔

"(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition….and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission."

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم تمام stakeholders کو جس میں human rights کے لوگ ہوں، سول سوسائٹی کے لوگ ہوں اور اپوزیشن کے لوگ ہوں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں اس لئے اس سے پہلے کہ ہم اس بل کو پاس کریں اور اس پر کوئی decision لیں ہمیں چاہئے کہ ہم اسے سلیکٹ کمیٹی کو بھیجیں تاکہ اس وقت جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کیا جائے۔ بل ایک دفعہ کے لئے بنتے ہیں لہذا ان کو بڑا جامع طریقے سے بنانا چاہئے، سب لوگوں کی آراء کو شامل کرنا چاہئے، ان کو confidence میں لینا چاہئے اور خاص طور پر عوام کو confidence میں لینا چاہئے۔ ہم یہ بل آخر کس کے لئے بنا رہے ہیں؟ عوام کی سہولت کے لئے بنا رہے ہیں تاکہ ان کو یہ right مل سکے کہ کیا ہو رہا ہے لیکن اگر یہ سارے اختیارات حکومت نے اپنے ہی پاس رکھنے ہیں تو پھر ان بلوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسی طرح کلاز5 میں اگر ہم دیکھیں تو اس میں بھی یہ لکھا ہے کہ جو ایک آفیسر ہو گا Provided in case of designated information officer اس میں یہ بالکل ظاہر نہیں کیا گیا کہ اگر

یہ designated information officer چھٹی پر چلا جاتا ہے in case of absence, illness یا کوئی بھی ایمرجنسی ہو جاتی ہے تو ان سارے معاملات کو کون دیکھے گا؟ اس لئے اس میں یہ Clause add ہونی چاہئے کہ There should be a substitute who will be incharge for interim period ان کی غیر حاضری میں جو معاملات ہوتے ہیں وہ ان کو deal کر سکیں، میں سمجھتی ہوں کہ اس کلاز کو بھی include کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے ہی لگتا ہے کہ حکومت سارا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے جیسے کلاز 17 میں کہتے ہیں کہ:

A court shall not take cognizance…

یہ remove کیا جائے بلکہ یہ کہا جائے کہ:

A court shall take a cognizance

کیونکہ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ اگر حکومت اس رپورٹ کو vet نہ کرے اور اس کو آگے نہ پہنچائے تو پھر کورٹ اس کو receive ہی نہیں کرے گی۔ اس کا مطلب ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی اس میں بہت زیادہ مداخلت ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس کو transparent بنانے کے لئے، اس کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے، transparency کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم باقی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ اسی طرح سے کلاز نمبر 18 میں بھی اسی قسم کے معاملات ہیں اس میں لکھا گیا ہے کہ:

"A court shall not entertain" be substituted with the words "A court shall entertain"

اس میں حکومت کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے بلکہ ایک ایسی کمیٹی بنانی چاہئے جس میں تمام stakeholders ہوں اور وہ اس کو vet کرے وہ اس کو آگے لے کر جائے should not be just the Government but also all the other stakeholders اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو Transparency and Information Bill ہے، حکومت سے میری یہ درخواست ہے اور وزیر قانون سے بھی گزارش ہے کہ اس کو بڑی تسلی کے ساتھ دیکھیں اس میں جلد بازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ایک انفارمیشن بل ہے جو ہم لوگوں کے لئے بنا رہے ہیں اس کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اس کو ویب سائٹ پر لے کر جائیں تاکہ لوگ اس کو پڑھیں اور واقعی یہ feel کریں کہ حکومت نے ہماری input لی ہے۔ اس وقت تو لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے اور ہم سارے بل ایسے ہی پاس کر رہے ہیں، خود ہی بنا رہے ہیں۔

We are not taking on board all the stakeholders along with us and I think this is very very important.

کہ ان تمام ساتھیوں کو جن کو یہ بل effect کرے گا، یہ بل پبلک کو effect کرے گا اور اگر ہم نے پبلک کا point of view نہ لیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت سخت زیادتی ہو گی۔ ایک دفعہ پھر آپ کی وساطت سے التماس ہے کہ اس بل کو اس طرح سے پاس نہ کیا جائے بلکہ یہ Select Committee کو دیا جائے تاکہ اسے عام لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو سپیشل کمیٹی کے اندر decide کیا گیا تھا کیا یہ وہی ہے؟ وہاں duration کے متعلق decide کیا گیا تھا لیکن اس بل میں اسے 50 سال کر دیا گیا ہے۔ میں نے یہ اس لئے چیک کرنا تھا کہ چونکہ سپیشل کمیٹی میں بیٹھ کر سب کا اس بات پر consensus ہوا تھا کہ They should be increase to 30 years جو کہ پہلے 20 سال تھا اب یہ automatically 50 years پر کس طرح چلا گیا ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ صرف چیئرمین نے یہ کہا ہے، اگر چیئرمین نے ہی بیٹھ کر سارے decisions کرنے ہیں تو پھر کمیٹی بٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جو 50 years کا change کیا گیا ہے یہاں پر کمیٹی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ وہاں کمیٹی میں 50 years کیا گیا تھا؟ یہاں پر یہ بات پوچھنا بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ جواب دیں گے۔ کسی اور صاحب نے بات کرنی ہے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو بات کی ہے انہوں نے اس motion کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کی کہ سپیشل کمیٹی کے بعد سلیکٹ کمیٹی کس طرح سے ایک بہتر forum ہو گا کہ جن چیزوں پر وہاں پر غور نہیں ہو سکا تو یہاں پر ہو سکے گا۔ سپیشل کمیٹی بھی اسی معزز ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل تھی۔ انہوں نے اس بل پر شق وار بحث کی ہے تو جب آپ second reading شروع کریں گے تو انہوں نے جن شقوں پر بحث کی ہے وہ آگے آ رہی ہیں وہاں پر ان کی amendments بھی ہیں یہ وہاں پر بات کریں تو میں ان relevant sections کے مطابق جواب دوں گا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah Ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be taken in to the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second Reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Dr. Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar. Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afza, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:
>
> "(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:
>
> "(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب سپیکر! ہم یہ کلاز صرف اس لئے ڈالنا چاہ رہے تھے کہ اگر یہ کلاز نہ ڈالی جائے تو جو بل آیا ہے پھر اس کو Right of Information کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ حکومت نے کرنا ہے، بندے حکومت کے لگانے ہیں، انتظامیہ سے لگانے ہیں اس کی جوابدہی بھی حکومت اور انتظامیہ کے پاس ہے، ان کا misconduct بھی حکومت اور انتظامیہ نے دیکھنا ہے، ہم تو حکومت اور انتظامیہ کے لئے ہی یہ بل لا رہے ہیں۔ Right of Information کا مقصد یہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ کی غلطیوں، کوتاہیوں، کرپشن، بدعنوانی، عوام کے حقوق کا تحفظ نہ کرنے کے بارے میں یہ بل ہے۔ اگر یہ سارے فیصلے حکومت نے کرنے ہیں، کمیشن حکومت نے بنانا ہے، جو ڈسٹرکٹ سطح پر بننا ہے وہ بھی حکومت نے بنانا ہے پھر جہاں performance صحیح نہ ہو اس پر چیک بھی حکومت نے رکھنا ہے تو پھر اس بل کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ اسے true manner میں، حقیقت میں واقعی Right of Information Bill بنانا چاہتے ہیں تو ہم اس طرح کا ایک ادارہ بنا دیں کہ واقعی حقیقتاً غیر جانبدار ہو، اس میں ایسے لوگ ہوں جو غیر جانبدار ہوں نہ بلکہ نظر آئیں۔ اگر حکومت نے خود بنانا ہے اور اپوزیشن کا کوئی کردار نہیں ہے میں تو کہتا ہوں کہ جس طرح احتساب کمشنر اور الیکشن کمشنر، اپوزیشن لیڈر اور لیڈر آف دی ہاؤس کی مرضی سے لگتا ہے تاکہ اس کی impartially، اس کی غیر جانبداری کی guaranty کی جائے اسی طرح اس کمیشن میں بھی تینوں ممبران بلکہ تین کی بجائے پانچ ممبران کر دیئے جائیں چونکہ پنجاب بہت بڑا صوبہ ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اگر یہ کمیشن لیڈر آف دی

اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کی مرضی سے بنا لیا جائے تو یہ credible رہے گا otherwise یہ حکومت کا ایک ذیلی ادارہ ہوگا اور ہم اسے کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکومت کے خلاف کوئی کام کر سکے گا، حکومت کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر سکے گا، حکومت کی کوئی غلطی، کوتاہی یا ان کی کوئی غفلت سامنے لا سکے گا۔ اگر حکومتی لوگوں نے ہی بنانا ہے، حکومتی لوگوں پر ہی مشتمل ہے، حکومتی لوگوں نے ہی اس کی کارکردگی پر نظر رکھنی ہے، حکومتی لوگوں نے ہی حکومت کے سامنے جوابدہ ہونا ہے تو پھر اس طرح کے کسی ایکٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر جس طرح نظام چلتا ہے چلتے رہنے دینا چاہئے۔ اگر آپ اس طرح کا کوئی Right of Information Commission بنا رہے ہیں جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ صرف نقل ہی ہوگی جو مجبوری بن گئی ہے چونکہ KPK میں ہوگیا ہے اور پنجاب میں نہ ہونا شاید حکومت سمجھتی کہ شاید حکومت کا عوام میں اعتبار کم ہوگا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بل آنے سے یہ اعتبار ختم ہو جائے گا-جب آپ ایسے لوگوں کو بنائیں گے جو آپ کے اپنے منظور نظر ہیں پھر کیا ضرورت ہے؟ جس طرح KPK میں ملازمتوں کا تحفظ دیا ہے، وہاں ان کا constitution اس طرح ہے کہ ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ impartially نظر آ رہی ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اس کمیشن کی constitution لیڈر آف دی اپوزیشن اور قائد ایوان کی مرضی اور ان دونوں کی consensus سے ہونی چاہئے۔ اگر حکومت یک طرفہ طور پر یہ کمیشن بنائے گی تو میں کہتا ہوں کہ اس بل کے جو مقاصد ہیں، جو عوام کی ضرورت ہے وہ کسی طرح بھی پوری نہیں ہو گی لہذا میری گزارش ہے کہ ہم نے جو amendment دی ہے اسے منظور کیا جائے اور اس کی constitution میں لیڈر آف دی اپوزیشن نہ صرف شامل کیا جائے بلکہ یہ compulsory کیا جائے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کی consensus سے یہ کمیشن بنے۔ Thank you very much.

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی ترمیم پر بات کرنے سے پہلے دو چار مختصر باتیں کرنا چاہوں گا۔ یہ ہمارے اس ایوان اور صوبہ پنجاب کے لئے انتہائی تاریخ ساز دن ہے کیونکہ آج The Punjab Transparency and Right to Information Bill کے حوالے سے initiative لیا جا رہا ہے جس کا مقصد پاکستان کے اندر corruption کا خاتمہ کرنا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس Act کے نافذ ہونے سے corruption پر قابو پانے میں کافی مدد ملے گی۔ تحریک انصاف کے لوگ اس مقصد کے تحت سیاست اور اس ایوان میں آئے ہیں تاکہ پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آواز اُٹھا سکیں۔ یہ ایک اچھا initiative ہے اور ہم اس کی تعریف کریں گے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں اپنے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے صاحبان سے گزارش کروں گا کہ ہم اس Bill کے اندر جن خامیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں ان کو positively لیا جائے۔اس موجودہ ترمیم کے اندر "Punjab Information Commission" کی بات کی گئی ہے۔ میرے خیال میں یہ قطعاً ناجائز بات نہیں۔یہ مطالبہ بالکل جائز ہے کیونکہ transparency کو یقینی بنانے کے لئے اس میں تمام stakeholders کو شامل کرنا انتہائی ضروری ہے۔حزب اختلاف کے ممبران اور قائد ایوان بھی اس کے اندر شامل ہوں اور وہ مل کر اس Commission کو form کریں۔سول سوسائٹی کے لوگ کافی عرصے سے اس Act کے بارے میں جدوجہد کر رہے ہیں۔اس میں CPDI کا بھی بڑا role رہا ہے کیونکہ میں ان کے بہت سے پروگراموں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے اندر تمام stakeholders کو شامل کریں گے تو تب ہی آپ اس کی transparency کو make sure کر سکتے ہیں۔میں جب سے اس یوان کے اندر منتخب ہو کر آیا ہوں تو مجھے ایک تاثر ملتا ہے کہ جیسے حکومتی ممبران کے سروں پر ایک لاٹھی منڈلا رہی ہے کیونکہ جس طرف رانا ثناء اللہ خان کا ہاتھ کھڑا ہوتا ہے اسی کے پیچھے ان کے ہاتھ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔میرا خیال ہے کہ اب اس روایت کو ٹوٹنا چاہئے۔آج media بھی آزاد ہے اور اگر ہم پرانی روایات کو توڑ کر تمام stakeholders کو اس کے اندر شامل کریں گے تو اس سے بہتری آئے گی۔ہم پنجاب کے پسے ہوئے عوام کو آئین کی شق 19-A کے تحت یہ حق دے رہے ہیں لہذا اس کی transparency کو make sure کرنے کے لئے یہ کمیشن بنا دیا جائے تو اس کا فائدہ پنجاب کی عوام، ہمیں اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو ہو گا۔یہاں پر ہمیشہ discrimination کی جاتی ہے۔راولپنڈی کے اندر ہمیں اس طرح کے بے شمار مسائل در پیش رہے ہیں۔ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیاں (DDC) بنائی گئیں لیکن حزب اختلاف کے ممبران کو ان میں شامل نہیں کیا گیا۔کیا ہم لوگ اپنے علاقوں سے ووٹ لے کر نہیں آئے؟ ہمیں ان کمیٹیوں کا حصہ نہیں بنایا گیا حالانکہ notification کے اندر خصوصی طور پر یہ mention ہے کہ منتخب لوگ اس کمیٹی کا حصہ ہوں گے۔میں وزیر موصوف اور حکومتی بنچوں پر تشریف فرما معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ ہمارا یہ مطالبہ قطعاً ناجائز یا سیاسی نہیں بلکہ یہ ایک جائز اور مناسب مطالبہ ہے۔براہ مہربانی اس پر ذرا positively غور کیجئے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!ہماری طرف سے یہ amendment پیش کی گئی ہے کہ:

"(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial

Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission to be called "Punjab Information Commission".

جب میں Act کی Clause-5 کو پڑھ رہی تھی تو اس میں "Government" کا لفظ کوئی دس مرتبہ استعمال ہوا ہے جس سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ Bill حکومت نے عام لوگوں کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے بنایا ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ ہر لائن اور پیراگراف میں "Government" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ "The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013" یہاں ایوان میں پیش کرنے کا initiative واقعی قابل ستائش ہے۔ آپ نے لوگوں کو information حاصل کرنے کا حق دینے کے بارے میں سوچا ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمام authority حکومت نے اپنے پاس رکھی ہے۔ ہم یہ بالکل نہیں چاہتے کہ اس Punjab Information Commission میں صرف حکومت کے لوگ شامل ہوں۔ ہم حکومت پر کوئی شک نہیں کر رہے بلکہ for the sake of transparency, I think it is important that we take everybody on board. اس لئے میں اپنے حکومتی بنچوں پر تشریف فرما معزز ممبران سے پُرزور سفارش کرتی ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کیا جائے۔ ان سے صرف مشورہ نہ کیا جائے بلکہ ان کو ساتھ رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے stakeholders مثلاً سول سوسائٹی اور Human Rights کے لوگوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہاں اس Bill میں بالکل نہیں لکھا گیا کہ اس کمیشن کے ممبران کو کون نامزد کرے گا اور وہ کس طریقے سے اس کے ممبر بنیں گے؟ آپ مہربانی کر کے ایسا نہ کریں کیونکہ یہ Transparency and Right to Information Bill ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ بنایا جا رہا ہے ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ سول سوسائٹی، عوام اور حزب اختلاف یہ سب stakeholders ہیں لہذا ان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں تاکہ ہم لوگوں کو ایک اچھا، خوبصورت اور جامع Transparency and Right to Information Bill دے سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہاں Bill میں لکھا گیا ہے کہ:

"A person who has been or is qualified to be a judge of the High Court."

میں کہتی ہوں کہ اس کمیشن میں صرف ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج ممبر ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ گریڈ-21کا ریٹائرڈ آفیسر بھی ممبر بن سکتا ہے۔اس کو بالکل نہیں رکھنا چاہئے۔اس سے فیصلے biasedہوں گے لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔اس کمیشن کے ممبران کو selectکون کرے گا؟ان ممبران کو حکومت selectکرے گی جو کہ بڑی معیوب سی بات لگتی ہے۔اسی طرح terms and conditionsبھی حکومت ہی بنائے گی۔پھر کمیشن کا کیا کام ہوگا،ہم کمیشن کس مقصد کے لئے بنا رہے ہیں؟یہاں لکھا گیا ہے کہ:

(3) The Government shall, on such terms and conditions as may be prescribed…

جب اس کی conditions prescribeکی جائیں تو ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ کون سی conditionsکے مطابق یہ کمیشن بنے گا؟یہ اختیار بھی حکومت نے اپنے پاس رکھا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ terms and conditionsبنانے کا اختیار کمیشن کے پاس ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اسی طرح Clause-5(8)میں کہا گیا ہے کہ:

(8) Subject to sub sections (9), (10) and (11), a commissioner shall be liable to removal on grounds of misconduct or physical or mental incapacity.

یعنی کسی بھی کمشنر کو removeکرنے کے لئے یہ reasonsہوں گی۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ misconductکی تو بڑی لمبی فہرست ہوتی ہے۔یہاں پر corruptionکا ذکر ہی نہیں ہے۔Corruption should be the prime reason.اس کے بعد باقی چیزیں بھی آپ شامل کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میری گزارش ہے کہ آپ اپنی amendmentتک ہی محدود رہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!جس Clauseمیں ہم نے ترمیم دی ہے یہ اسی کا حصہ ہے۔اسی طرح نمبر11میں کہا گیا ہے کہ:

(11) If the Committee finds the Commissioner guilty of any of the charges mentioned in sub section (8), the Government shall remove the Commissioner.

میں پوچھتی ہوں کہ کون سی کمیٹی؟یہاں پر تو کسی کمیٹی کا ذکر نہیں ہے اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف اور حکومتی ممبران سے درخواست ہے کہ اس Bill کو اس طریقے سے پاس نہ کیا جائے بلکہ پہلے اس کو Select Committee کے پاس بھجوایا جائے تاکہ اس میں پائی جانے والی کمیاں دُور کی جاسکیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس Bill میں غلطیاں ہیں بلکہ میں کہتی ہوں اس میں کسی نہ کسی طریقے سے کمیاں رہ گئی ہیں، اگر oversight ہو گئی ہیں تو اس کو دوبارہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم نے ایک Select Committee recommend کی ہے لہذا اس Bill کو اس کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اس کے اُوپر مزید بات چیت ہو سکے۔ ابھی وزیر قانون صاحب تھوڑی دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ جی انہوں نے تو کوئی تجویز ہی نہیں دی۔ ہم تجویز ہی تو دے رہے ہیں۔ ہم یہی تو کہہ رہے ہیں کہ اس Bill کو Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ اس میں رہ جانے والی ساری کمیاں، کمزوریاں دُور کی جاسکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے باقی سب دوستوں نے اس پر بہت تفصیل سے بات کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس میں کیا بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر آصف محمود نے بات کرتے ہوئے حکومت سے کہا ہے کہ positive ہو کر سوچیں۔ میں بھی بار بار کہتی ہوں کہ be positive ہو کر غور کریں کیونکہ میرا blood group بھی B+ve ہے۔ ہم حزب اختلاف کو بھی on board لیا جائے اور اس میں شامل کیا جائے۔ یہ تو ایسے ہی لگ رہا ہے جیسا کہ بلی کو کہا جائے کہ دودھ کی رکھوالی کرو۔ ایک کمیشن بنایا ہی اسی لئے گیا ہے کہ ہم اس corruption کو روکیں لیکن المیہ یہ ہے کہ اس میں سارے حکومتی لوگ ہی شامل ہیں۔ جنہوں نے خود ہی قوانین بنانے ہیں خود ہی توڑنے ہیں، کرپشن بھی خود ہی کرنی ہے، جواب بھی خود دینا ہے اور accountability بھی خود ہی کرنی ہے۔ یہ تو بالکل انصاف نہیں ہے کہ اس کو دیکھے گا کون؟ اس طرح تو آپ آپس میں ہی کھیل رہے ہیں۔ میں بہت واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس بل کو transparent رکھنا ہے اور اس بل کا نام ہی یہی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپوزیشن اور تمام stakeholders کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ وہ دیکھیں کہ کہاں غلط اور کہاں صحیح ہو رہا ہے؟ ہم کتنا اچھا کام کرنے جا رہے ہیں لیکن اگر اس کام کو صحیح طریقہ سے کر لیا جائے تو یہ کتنا ہی اچھا ہو۔ ہم نے یہ قانون کیوں بنایا ہوا ہے اور آپ قوانین کی book دیکھ کر مجھے بتائیں کہ ایسا کوئی واضح قانون ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی اچھی amendment آئے

اُسے قبول نہ کرنے کا ان سے کوئی حلف یا وعدہ لیا گیا ہے کہ اپوزیشن کی کسی اچھی amendment کو بھی قبول نہیں کرنا۔ ہماری اس amendment کو قبول کر لیں کیونکہ یہ ہم سب کی favour میں ہے اور یہ ہم سب کے فائدے میں ہے کہ یہ اس چیز کو قبول کریں کہ جب تک transparency نہیں ہوگی اس ملک میں کرپشن ختم نہیں ہوگی، برائی کا خاتمہ نہیں ہوگا، ہم ترقی نہیں کر سکتے اور ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف اکٹھے مل کر اچھے کام کریں کیونکہ یہ ملک ان کا ہی نہیں، ہمارا بھی ہے۔ یہ پنجاب حکومت صرف ان کی نہیں، ہماری بھی ہے تو ہمارا بھی پورا حق ہے۔ اس قانون میں دودھ کی رکھوالی بلی کے ذمہ کی گئی ہے اس لئے اس پر غور کیا جائے۔ بہت شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس motion پر discussion ہوئی ہے اس motion میں معزز ممبران حزبِ اختلاف نے کہا ہے کہ کمیشن کو establish کرنے کے لئے قائد حزب اختلاف اور تمام stakeholders کو consult کیا جائے۔ اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ stakeholders کی کوئی لسٹ معین نہیں ہے تو اس طرح سے یہ ایک ایسا سلسلہ ہوگا کہ جس کو کوئی number نہیں کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کا ایک اپنا role ہے اور قائد حزب اقتدار کا ایک اپنا role ہے اس لئے دونوں مل کر حکومت نہیں چلا سکتے۔ حکومت قائد حزب اقتدار نے ہی چلانی ہے۔ قائد حزب اختلاف کا اپنا role ہے کہ وہ اپنی تنقید کے ذریعے سے اپنا کردار ادا کریں اور

گورنمنٹ کے اقدامات کا احتساب کریں کیونکہ اُن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ گورنمنٹ کے ہر function میں حکومت کے ساتھ شامل ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:
>
> (1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2)(a), the words "or is qualified to be" be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub clause (2) (a), the words "or is qualified to be "be deleted".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس میں ہماری طرف سے جو ترمیم آئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم صرف جج کا کہہ رہے ہیں اور انہوں نے equivalent کا کہا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کو جج سے کیا خطرہ ہے؟ اگر آپ equivalent کریں گے تو اس میں زیادہ تر تو وکلاء ہی qualify کریں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ واقعی اس کو transparent کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کو information ملے تو وہاں ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جج لگا دیئے جائیں تو زیادہ بہتر انداز میں کام ہوگا بجائے اس کے کہ اپنی پارٹی کے کسی ورکر یا اپنے لوگوں کو oblige کریں جو صحیح کام نہ کر سکیں۔ اس سے زیادہ خدشہ یہ ہے کہ یہ بل سیاست کی نذر ہو جائے گا، اس طرح اس قانون کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور کاغذات میں یہ قانون موجود ہوگا۔ اس بل پر عملدرآمد کرنے والے ذمہ داران جب تک غیر جانبدار، credible اور جن پر عوام کو اعتبار ہو انہیں نہ لگایا جائے تو وہ کبھی بھی انصاف نہیں کر پائیں گے۔ ہماری یہ practice ہے اور ماضی کا تجربہ بھی ہے۔ اگرچہ حکومت سے ہمیں توقعات نہیں ہیں کہ کوئی ایسا کام کرے گی جس میں غیر جانبداری اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہو بلکہ وہ ہر طریقے سے اپنی من مانیاں کرنا چاہتی ہے۔ اس میں ہم نے جو چھوٹی سی بات لکھی ہے، یہ بھی جج پر تو راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں اگر equivalent کو ہٹا دیا جائے تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی بلکہ شاید اس قانون کی تھوڑی سی credibility بڑھ جائے گی اس لئے ہماری حکومت سے یہی گزارش ہے کہ ججز سے نہ ڈریں۔ ججز آزاد اور غیر جانبدار ہیں ان پر پوری قوم کو اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں صرف جج ہی رہنے دیا جائے یا ریٹائرڈ جج کر دیا جائے۔ ہم equivalent کو انصاف کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہیں اور اس پر عوام کا اعتبار کم از کم ہو جائے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے بھائی بھی یہی چاہیں گے کہ یہ بل جس مقصد کے لئے لایا گیا ہے وہ مقصد پورا ہو اور یہ credible ہو لہٰذا ہماری ترمیم کو منظور کر لیا جائے۔ اس سے صاحبان اور بل کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلارُوت!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! یہ ترمیم جو ہم نے منظوری کے لئے دی ہے وہ 5(a) میں ہے۔ اس میں درج یہ ہے کہ:

A person who has been or is qualified to be a Judge of the High Court

مجھے ایسے لگتا ہے کہ یہاں پر Advocate ,.complainant اور three in one judge ہیں یعنی خود ہی complainant ہیں، خود ہی advocate اور خود ہی فیصلے بھی کریں گے اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی valid amendment ہے۔ اس میں ہم ان لوگوں کو کمیشن میں لیں جو ہائیکورٹ کے جج ریٹائرڈ ہیں۔ ان پر لوگوں کا اعتماد بھی زیادہ ہوگا اور انہیں ہم جو اختیارات دے رہے ہیں ان کے مطابق ہمیں توقعات بھی ہوں گی۔ جہاں تک person who is qualified to be a judge اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تو government servant ہوگا، وہ کوئی civil servant ہوگا جو اس کی qualification ہوگی۔ ہم کیوں اس چیز پر stress کرتے ہیں، ہمیں ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج لینا چاہئے تاکہ لوگوں کو ان پر زیادہ اعتبار ہو۔ اگر government employee یہ اہلیت رکھتا ہے کہ وہ جج بن سکتا ہے تو اس کی بجائے جج ہی کو کیوں نہ لے لیا جائے تاکہ لوگوں کا اعتماد بھی بحال رہے جن کے لئے ہم یہ بل بنا رہے ہیں۔ میں اپنے معزز وزیر سے agree کرتی ہوں کہ یہ حکومت کا کام ہے لیکن ہم بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں۔ ہم بھی لوگوں کو represent کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی پنجاب کے عوام کو جواب دینا ہے اس لئے اسے delete کیا جائے اور صرف یہ لکھا جائے A person who has been a Judge of the High Court. بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں انتہائی مختصراً اس ترمیم پر دو تین باتیں کرنا چاہوں گا۔ یہ ترمیم بھی پچھلی ترامیم سے ملتی جلتی ہے۔ معزز وزیر صاحب نے یہاں پر کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا ایک role ہے، اپوزیشن لیڈر کا اپنا role ہے جہاں تک میری ناقص سمجھ ہے اس کے مطابق Right to Information کا جو بل آپ introduce کرا رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جتنے ادارے ہیں ان سے ان کی بے ضابطگیوں سے متعلق کوئی information لینا چاہے گا تو اس کے back end پر سوچ یہی ہوگی کہ اگر کوئی flaw موجود ہے، کوئی corruption موجود ہے یا کوئی بے ضابطگی موجود

ہے تو ان کو identify کیا جائے۔ انہوں نے خود سے یہ بات کہی ہے کہ گورنمنٹ پر تنقید یہ کر سکتے ہیں تو ہم اپنا وہی right آپ سے مانگ رہے تھے اس صورت میں کہ Punjab Information Commission بنایا جائے اور اس کے بعد اب یہ دوسری بات ہے کہ ججز یا ریٹائرڈ ججز کے ذمہ یہ کام لگایا جائے۔ انہوں نے ایک اور addition کی ہوئی ہے کہ اس کے equivalent کوئی بھی bureaucrat یا کوئی بھی سرکاری اہلکار اس کو supervise کر سکتا ہے۔ یہاں پر بھی same وہی بات ہے جیسے میری بہن نے ابھی فرمایا ہے کہ یہاں پر یہ خود ہی وکیل ہیں اور خود ہی جج ہیں جو فیصلہ کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ بل کی جو اصل روح ہے وہ اس سے متاثر ہوتی ہے۔ میں نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اس بل کی تعریف اس لئے کی تھی اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اسمبلی کے لئے ایک initiative لیا تھا کہ اپنی جماعتوں سے باہر نکل کر لوگوں کی فلاح و بہبود کی بات کریں، پارٹی پالیسی سے باہر نکل کر لوگوں کی فلاح و بہبود کی بات کریں۔ خدارا پرانی روایات کو چھوڑیں، ایک انگلی کا اشارہ دیکھ کر پیچھے انگلیاں کھڑی نہ کریں اور جو positive چیز آپ کو نظر آئے اس پر implement کرنے میں ہماری مدد کریں۔ ہم اپنی ذات کی بات نہیں کر رہے پنجاب کے عوام کی بات کر رہے ہیں۔ آپ دوبارہ اس چیز کو bureaucracy کے ذریعے ضرور bulldoze کرائیں گے۔ آپ اتنا اچھا قانون بنانے جا رہے ہیں تو خدارا اس کی transparency کو make sure کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس motion کے ذریعے سے اپوزیشن کے معزز ممبران یہ ترمیم چاہتے ہیں تو قانون یہ ہے کہ جس شخص کو آپ نے Information Commissioner مقرر کرنا ہے He has been or is qualified to be a Judge of High Court اپوزیشن کا یہ کہنا ہے کہ or is qualified to be کو ختم کر دیا جائے۔ Meaning thereby کہ پھر صرف۔۔۔

Who has been a Judge of the High Court...

(اذانِ عصر)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر or is qualified کا لفظ ختم کر دیا جائے تو پھر رہ جائے گا کہ Who has been Judge of the High Court یعنی ریٹائرڈ جج رہ جائیں گے۔ اس job کی working کے لحاظ سے یہ طے کیا گیا ہے کہ

appointmentکے وقت عمر65سال سے زیادہ نہ ہو اور وہ آدمی 68سال کی عمر تک کام کر سکے۔اگر اس میں qualifiedکالفظ کاٹ دیا جاتا ہے تو پھر سپریم کورٹ کے ججوں کی ریٹائرمنٹ کی عمر65سال ہے جو qualifyنہیں کریں گے جبکہ ہائیکورٹ کے ججوں کی عمر62 سال ہے۔ یہ اُن لوگوں کی بہت narrow spaceہوگی جن میں سے ان لوگوں کوselectکیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ بھی ہے کہ جوڈیشل پالیسی بڑی واضح ہے کہ سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ کا کوئی بھی جج اس عہدے سے کم تر کسی بھی عہدے پر بعد میں کام نہیں کر سکتا۔اس کے علاوہ Right of Information Commissionکا عہدہ ہے آیا وہ اس معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں لہذا اس کو اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ ہمارے پاس ایک vide rangeہو جس میں سے بہتر سے بہتر آدمی selectکیا جا سکے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (a), the words "or is qualified to be" be deleted."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir, I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (b), the words "is or" be deleted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (b), the words "is or" be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، oppose کیا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں پھر وہی ہیرا پھیری کہ ہم نے کنٹرول میں رکھنا ہے یعنی عوام کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ اس ترمیم میں ہم نے صرف یہ تجویز کیا ہے کہ ایسا افسر جو گریڈ 21 میں رہا ہو یعنی ریٹائرڈ افسر ہو وہ کمیشن کا ممبر یا کمشنر بنے نہ کہ حاضر سروس ہو کیونکہ اگر حاضر سروس افسر حکومت کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر دے تو وہ اس کا وہ حال کرتی ہے جس کو اس ایوان میں explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں again وہی بات کہ جیسے نادرا کے چیئرمین کا واقعہ recently ہے جو ہمارے لئے سبق آموز ہے کہ جو حکومت کی اَبرو کا اشارہ نہ سمجھے اُس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ اللہ کا شکر ہے کہ عدلیہ تھوڑی سی آزاد ہے اور کہیں نہ کہیں سے relief مل جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس میں صرف اتنا ہے کہ آپ اس میں ریٹائرڈ افسر کو with the guarantee of the service تعینات کریں جو کہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہ ہو۔ جب آپ ایک سرکاری افسر کو لگائیں گے تو اس سے پھر کیا کروائیں گے کیونکہ وہ اپنے خلاف کس طرح شکایت سنے گا، کوئی اقدام کرے گا یا عوام کو کیسے relief دے گا جبکہ سارا Bill ہی معلومات کا ہے اور معلومات ان ہی چیزوں کی لی جاتی ہے جہاں شکوک و شبہات ہوں جہاں لوگ یہ سمجھیں کہ اُن کی حق تلفی ہوئی ہے، زیادتی ہوئی ہے، کرپشن یا بد عنوانی ہوئی ہے؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ آپ گوشت کی حفاظت کے لئے بلی کو بٹھا دیں۔ ایک سرکاری افسر کو اس کمیشن کا ممبر بنانے کا مقصد یہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ نام تو ہے کہ ہم نے Right of Information عوام کو دے دیا ہے لیکن on ground and practically اس طرح کے کمیشن سے عوام کو کوئی حق ملے گا اور نہ ہی اُن کی معلومات تک رسائی

ہو گی۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ تھوڑا سا risk لے لیں اس سے کچھ نہیں ہوتا لہذا غیر جانبدار لوگوں کو قبول کر لیں کیونکہ سرکاری افسر جب ریٹائر ہو جاتا ہے تو اس کے پاس experience بھی ہوتا ہے۔اس ریٹائرڈ سرکاری افسر کے مفادات حکومت سے زیادہ وابستہ نہیں ہوتے کیونکہ وہ اپنے تمام مفادات حکومت سے لے چکا ہوتا ہے۔ایک سرکاری افسر پر ہمیں یقین ہے کہ وہ آپ کی آنکھ کے اشارے کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گا جس کا ہم سب کو پتا ہے اور یہ secret بات نہیں ہے اس لئے ہم یہ ترامیم لا رہے ہیں کہ کم از کم تھوڑا بہت اس Bill پر لوگوں کا اعتبار بن جائے اور عوام کو پتا ہو کہ جو شخص اس عہدے پر بیٹھا ہے یہ حکومت کا وفادار ہونے کی بجائے ریاست کا وفادار ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت پنجاب کی بیوروکریسی ریاست سے تنخواہ لیتی ہے لیکن وفادار حکومت کی ہے اور وہ حکومت کی مرضی کے بغیر دنیا کا کوئی جائز کام نہیں کرتی اس لئے ہماری اپوزیشن کی اس ایوان سے یہی گزارش ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا کوئی بہت بڑا طوفان نہیں آ جائے گا اگر گھروں میں بیٹھے اہل اور دیانتدار ریٹائرڈ سرکاری افسران سے کام لیا جائے۔اگر ریٹائرڈ افسر کے ذمے یہ ذمہ داری لگائی جائے گی تو وہ احسن طریقے سے حاضر سروس سرکاری ملازمین کے مقابلے میں عوام کی خدمت کر سکے گا اور جس مقصد کے لئے ہم یہ Bill لا رہے ہیں شاید کسی حد تک پورا ہو جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ amendment جو اس میں تجویز کی گئی ہے یہ بہت ہی غور و خوض کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر کی گئی ہے۔اگر حاضر سروس کسی افسر کو لگاتے ہیں تو ظاہر ہے وہ کسی محکمے سے deputation پر آئے گا کیونکہ یہ ایسا محکمہ نہیں ہے کہ جس میں نیچے سے لے کر اوپر تک کوئی tier موجود ہو جبکہ یہ بالکل نئے سرے سے subject چل رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم نے یہ تجویز کیا ہے تو کسی اہل بندے کو اس عہدے پر لگایا جا سکتا ہے کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ گورنمنٹ کسی سے ناراض ہو جاتی ہے تو اس کو تبدیل کرنے کے سو بہانے موجود ہوتے ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ٹرانسفر پوسٹنگ پر ban ہے لیکن administrative grounds دو الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جسے لکھ کر بڑے آرام کے ساتھ ٹرانسفر پوسٹنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا administrative grounds ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس کوئی reason نہیں ہوتی لیکن کہتے ہیں کہ اوپر سے حکم آیا ہے کہ administrative grounds کے تحت تبدیل کر دیا جائے اس لئے اس اختیار کا ناجائز استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ یہ بہت ہی sensitive معاملہ ہے اور کسی جگہ سے اگر کوئی غلط کاری سامنے آ رہی ہو گی تو اس

وقت administrative grounds کا ہتھیار موجود ہوگا اور افسر کو تبدیل کر دیا جائے گا۔ پھر scenario تبدیل ہو جاتا ہے کہ نیا افسر آئے گا جس کے دوران پھر یہ ہوتا ہے کہ جہاں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے تو وہ سائل کو approach کر لیتے ہیں، اس کو press کر لیتے ہیں یا اس سے مک مکا کر لیتے ہیں اور معاملہ پھر hush-up ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے اندر کم از کم راستے اور چور دروازے رکھنے چاہئیں کیونکہ جتنے زیادہ چور دروازے رکھیں گے اتنے ہی زیادہ معاملات خرابی کی طرف جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک مثبت بات جو ہماری طرف سے آئی ہے اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ recommendation ہماری پہلی recommendation سے ملتی جلتی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اس حوالے سے بہت اہم recommendation ہے کہ آپ ایک loophole create کر رہے ہیں۔ آپ ایک ایسا loophole بنا رہے ہیں جہاں پر آپ اپنی پسند سے لوگوں کو لے کر آئیں گے، جو بیوروکریسی سے ہوں گے، جو آپ کے influence میں ہوں گے اور جن پر you will have your hands on them, so I think this is very unfair آپ ایسے لوگوں کو لے کر آئیں جو ریٹائرڈ ہیں۔ گریڈ 21 کے بہت سے ریٹائرڈ آفیسرز مل جائیں گے۔ جب ہم equivalent کا نام دے دیتے ہیں تو اس میں بڑی ambiguity پائی جاتی ہے اور وہ اس لئے پائی جاتی ہے کہ جیسے ہمارے لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ اس طرح سے بڑا وسیع ہو جاتا ہے اور اس طرح سے محدود کر دیتے ہیں تو آپ یہ جو مزید وسیع کر رہے ہیں اس کی سمجھ ہمیں آ رہی ہے کہ آپ کیوں اسے وسیع کر رہے ہیں۔ آپ اس لئے وسیع کر رہے ہیں کہ آپ اپنی پسند کے لوگوں کو لے کر آئیں گے۔ ہماری یہ بڑی جائز recommendation ہے۔ میں اپنے treasury benches اور وزیر موصوف سے بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ان چیزوں پر غور کریں کیونکہ ہم آپ کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہے بلکہ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ جو بل لے کر آئے ہیں، اس کا سہرا آپ ہی کے سر ہو اور لوگ یہ جانیں کہ واقعی اپوزیشن بنچوں نے جو باتیں کیں اور جو recommendations دی ہیں وہ صحیح ہیں۔ دیکھیں ناں اس میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ A person who is or has been یعنی presently وہ گریڈ 21 کا ہے یا اس سے نیچے ہے تو یہ تو غلط بات ہو جائے گی۔ آپ ریٹائرڈ لوگوں کو لے کر آئیں کیونکہ ان کا بڑا تجربہ ہوتا ہے، انہوں نے بہت سے طوفان اور آندھیوں کا سامنا کیا

ہوتا ہے They know how to do this work تو میں ایک بار پھر یہی درخواست کرتی ہوں کہ اس recommendation کو یقینی بنایا جائے اور assure کیا جائے تاکہ لوگوں میں یہ ایک confidence پیدا ہو کہ ایسے لوگ آ رہے ہیں جو حکومت کی پسند کے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہوں گے جو واقعی، تجربہ کار اور اس ذمہ داری کو بہتر طور پر نبھا سکتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں اور میرا خیال ہے کہ معزز ممبران نماز عصر پڑھنے گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، لاء منسٹر!

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ گریڈ 21 میں جب ایک سول آفیسر پہنچتا ہے تو تقریباً وہ اپنی ریٹائرمنٹ کے قریب ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ جب گریڈ 21 کی قدغن لگا دی گئی ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آفیسر in service ہو یا retired ہو۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill in sub clause-2B the words "is or" be deleted"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do, stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اجلاس کل مورخہ 12۔دسمبر2013 صبح10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔